﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد 15

جمعۃ المبارک 24/اکتوبر 2008ء

23/شوال 1429 ہجری قمری ❁ 24/اخاء 1387 ہجری شمسی

شمارہ 43

عورتوں کی عزت

ایک مستشرق Pierre Crabites کہتا ہے:
(حضرت) محمدؐ نے تیرہ سو سال قبل ماؤں، بیویوں اور بیٹیوں کو ان کے مرتبہ اور عظمت کی وہ یقین دہانی کرائی کہ جو ابھی تک مغرب کے قوانین نے نہیں کرائی۔

(A dictionary of Islam. Page 524)

ارشادات عالیہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

سب مقاصد جو ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں صرف دُعا کے ذریعہ سے حاصل ہوسکیں گے۔ دُعا میں بڑی قوتیں ہیں۔

’’سب مقاصد جو ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں صرف دُعا کے ذریعہ سے حاصل ہوسکیں گے۔ دُعا میں بڑی قوتیں ہیں۔

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک بادشاہ ایک ملک پر چڑھائی کرنے کے واسطے نکلا۔ راستہ میں ایک فقیر نے اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور کہا کہ تم آگے مت بڑھو ورنہ میں تمہارے ساتھ لڑائی کروں گا۔ بادشاہ حیران ہوا اور اس سے پوچھا کہ تو ایک بے سروسامان فقیر ہے تو کس طرح میرے ساتھ لڑائی کرے گا؟ فقیر نے جواب دیا کہ مَیں صبح کی دعاؤں کے ہتھیار سے تمہارے مقابلہ میں جنگ کروں گا۔ بادشاہ نے کہا مَیں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یہ کہہ کر وہ واپس چلا گیا۔

غرض دعا میں خدا تعالیٰ نے بڑی قوتیں رکھی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار بذریعہ الہامات کے یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہوگا دعا ہی کے ذریعہ سے ہوگا۔ ہمارا ہتھیار تو دعا ہی ہے اور اس کے سوائے اور کوئی ہتھیار میرے پاس نہیں۔ جو کچھ ہم پوشیدہ مانگتے ہیں خدا تعالیٰ اس کو ظاہر کر کے دکھا دیتا ہے۔ گزشتہ انبیاء کے زمانہ میں بعض مخالفین کو نبیوں کے ذریعہ سے بھی سزا دی جاتی تھی مگر خدا جانتا ہے کہ ہم ضعیف اور کمزور ہیں اس واسطے اس نے ہمارا سب کام اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اسلام کے واسطے اب یہی راہ ہے جس کو خشک مُلّا اور خُشک فلسفی نہیں سمجھ سکتا۔ اگر ہمارے واسطے لڑائی کی راہ کھلی ہوتی تو اس کے لئے تمام سامان بھی مہیا ہو جاتے۔ جب ہماری دعائیں ایک نقطہ پر پہنچ جائیں گی تو جھوٹے خود بخود تباہ ہو جائیں گے۔ نادان دشمن جو سیاہ دل ہے وہ کہتا ہے کہ ان کو سوائے سونے اور کھانے کے اور کچھ کام ہی نہیں۔ مگر ہمارے نزدیک دُعا سے بڑھ کر اور کوئی تیز ہتھیار ہی نہیں۔ سعید وہ ہے جو اس بات کو سمجھے کہ خدا تعالیٰ اب دین کو کس راہ سے ترقی دینا چاہتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 36)

صد سالہ خلافت جوبلی تقریبات کے سلسلہ میں امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ فرانس 2008ء کی مختصر جھلکیاں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا سرزمین فرانس میں ورود مسعود اور پیرس کے مشن ہاؤس میں پُرتپاک استقبال

فرانس کے مشن ہاؤس ’بیت السلام‘ کے احاطہ میں جماعت احمدیہ فرانس کی نئی تعمیر ہونے والی پہلی احمدیہ مسجد ’مسجد مبارک‘ کا معائنہ اور ہدایات

’’مَیں نے تو یہی دعا کی ہے کہ یا اللہ یہ مسجد ہم کو ملے اور ہم اس کو تیرے دین کی اشاعت کا ذریعہ بنانے کی توفیق پائیں‘‘۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ کی فرانس میں کی گئی دعا اور خلافت ثانیہ کے دوران فرانس میں جماعت احمدیہ کا آغاز، نفوذ اور تبلیغی سرگرمیوں کا تاریخی جائزہ)

خدام، انصار، لجنہ نیز ناصرات و اطفال کا مسجد کی تعمیر کے لئے وقار عمل۔ اور بے مثال مالی قربانیوں کا تذکرہ

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا فرانس میں ورود مسعود

8/اکتوبر 2008ء بروز بدھ:

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یورپ کے تین ممالک فرانس، ہالینڈ اور جرمنی کے سفر پر روانہ ہونے کے لئے صبح ساڑھے دس بجے اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو الوداع کہنے کے لئے احباب جماعت مرد و خواتین کی ایک کثیر تعداد مسجد فضل لندن کے احاطہ میں جمع تھے۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور اجتماعی دعا کروائی۔ جس کے بعد قافلہ برطانیہ کی بندرگاہ Dover(Port) کے لئے روانہ ہوا۔ قریباً ایک گھنٹہ 35 منٹ میں 109 میل کا سفر طے کرنے کے بعد بارہ بج کر پانچ منٹ پر Dover پہنچے۔ مکرم منصور احمد شاہ صاحب نائب امیر یوکے، مکرم عطاء المجیب صاحب راشد مبلغ انچارج یوکے اور بعض دیگر جماعتی عہدیداران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو الوداع کہنے کے لئے قافلہ کے ساتھ آئے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت گاڑی سے باہر تشریف لائے اور الوداع کہنے کے لئے ساتھ آنے والے تمام احباب اور خدام کی سیکورٹی ٹیم کو شرف مصافحہ بخشا اور چوہدری ناصر احمد صاحب نائب امیر یوکے سے گفتگو فرمائی اور بعض ہدایات دیں۔

امیگریشن کی کارروائی اور دیگر سفری امور کی تکمیل کے بعد بارہ بج کر 35 منٹ پر P&O Ferries۔ (Pride of Calles) میں سوار ہوئے۔ فیری ٹھیک اپنے وقت پر ایک بجے ڈوور سے فرانس کی بندرگاہ کیلئے (Calais) کے لئے روانہ ہوئی۔ آج مطلع صاف تھا، دھوپ نکلی ہوئی تھی اور سمندر پُرسکون تھا۔ ایک گھنٹہ دس منٹ کے سفر کے بعد فرانس کے مقامی وقت کے مطابق تین بج کر دس منٹ پر فیری Calais پہنچی۔ (فرانس اور برطانیہ کے وقت میں ایک گھنٹہ کا فرق ہے۔ فرانس کا وقت برطانیہ سے ایک گھنٹہ آگے ہے۔) فیری کے سفر کے دوران حضور انور نے ایڈیشنل وکیل المال صاحب لندن کو بلا کر موجودہ بنک کرائسز اور جماعتی مالی امور کے متعلق ہدایات دیں۔ Calais سے پیرس (Paris) کا فاصلہ 278 کلومیٹر ہے۔

پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق کیلے سے 20 کلومیٹر کے سفر کے بعد جماعت فرانس نے مین ہائی وے پر ایک ریسٹورنٹ Boutique میں دوپہر کے کھانے اور ظہر وعصر کی نمازوں کی ادائیگی کا انتظام کیا ہوا تھا۔ تین بج کر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ جب اس جگہ پہنچے تو امیر صاحب فرانس نے اپنی عاملہ کے بعض ممبران کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو خوش آمدید کہا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت سبھی احباب کو شرف مصافحہ سے نوازا۔

ریسٹورنٹ کے بیرونی کھلے لان میں ایک چھوٹی مارکی لگا کر نمازوں کی ادائیگی کا انتظام کیا گیا تھا۔ دوپہر کے کھانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس مارکی میں تشریف لا کر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائی۔ مطلع صاف ہونے کی وجہ سے اس جگہ سے بھی برطانیہ کی پورٹ Dover کی پہاڑیاں نظر آ رہی تھیں۔ امیر صاحب فرانس نے جب اس کا ذکر کیا تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا Dover کی سفید پہاڑیاں نظر آ رہی ہیں۔

قافلہ کی چار گاڑیوں میں سے ایک گاڑی ڈاکٹر مومن جدران صاحب کی تھی جو نئے ماڈل کی مرسڈیز بینز جیپ ہے۔ حضور انور ازراہ شفقت کچھ دیر کے لئے اس گاڑی کی سیٹ پر تشریف فرما ہوئے اور ڈاکٹر صاحب سے اس گاڑی میں موجود مختلف سہولیات کے بارہ میں دریافت فرمایا۔

بعد ازاں پونے پانچ بجے یہاں سے پیرس (Paris) کے لئے روانگی ہوئی۔ یہاں سے پیرس کا فاصلہ 258 کلومیٹر تھا قریباً اڑھائی گھنٹے کے سفر کے بعد سوا سات بجے شام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیرس (فرانس) کے مشن ہاؤس ''بیت السلام'' میں ورود مسعود ہوا۔ جہاں احباب جماعت فرانس مرد، خواتین اور بچے بڑی تعداد میں اپنے آقا کے استقبال کے لئے موجود تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے رہائشی حصہ سے ہو کر احباب جماعت کے پاس تشریف لائے اور اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا۔ ایک بچے نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پھول پیش کئے۔ احباب نے نعرے بلند کئے۔ حضور انور اپنے عشاق کے درمیان سے گزرتے ہوئے مشن کے اس احاطہ میں تشریف لے گئے جہاں خواتین حضور انور کے دیدار کی منتظر تھیں اور بچیاں کورس کی شکل میں استقبالیہ گیت پڑھ رہی تھیں۔ حضور انور کچھ دیر بچیوں کے پاس کھڑے رہے۔ خواتین نے بھی شرف زیارت حاصل کیا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرانس کے مشن ہاؤس 'بیت السلام' کے احاطہ میں جماعت احمدیہ فرانس کی نئی تعمیر ہونے والی پہلی احمدیہ مسجد ''مسجد مبارک'' کا معائنہ فرمایا۔ یہ سرزمین فرانس میں جماعت کی پہلی مسجد ہے۔ خصوصی طور پر اس تاریخی مسجد کے افتتاح کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرانس کا یہ سفر اختیار فرمایا ہے۔

معائنہ کے دوران مسجد کے مینار کے تعلق میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے امیر صاحب فرانس کو ہدایات دیں۔ بعض قانونی مجبوریوں کی وجہ سے ابھی یہ مینار مسجد کے صحن میں نصب کیا گیا ہے اور ابھی اس مینار کی اونچائی مسجد کی اونچائی سے کم ہے۔ اجازت ملنے کے ساتھ ساتھ اس کو مسجد کی اونچائی سے بلند کیا جائے گا۔

مسجد کے محراب کے تعلق میں بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایات دیں۔ مسجد کے بائیں طرف لجنہ کے لئے نماز کا ہال ہے۔ اس طرح مجموعی طور پر چار صد کے لگ بھگ افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ یہ ساری مسجد ائرکنڈیشنڈ ہے اور اس میں اٹلی سے منگوائے گئے Air Pumps استعمال کئے گئے ہیں جو کہ عمارت کو سردیوں میں گرم اور گرمیوں سے ٹھنڈا رکھتے ہیں۔ مسجد کا بیرونی صحن ٹائلز کے دیدہ زیب استعمال کے ساتھ پختہ بنایا گیا ہے۔

اس مسجد کی تعمیر کا کام جنوری 2007ء میں شروع ہوا۔ سنگ بنیاد میں سب سے پہلے وہ اینٹ نصب کی گئی جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کی ہوئی تھیں۔ مرکزی نمائندہ (خاکسار) عبدالماجد طاہر ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن نے یہ بنیادی اینٹ رکھی تھی۔ قریباً ڈیڑھ سال کے عرصہ میں اس مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی۔ یہ مسجد بہت خوبصورت تعمیر ہوئی ہے۔ اس کی تعمیر پر تین لاکھ بیس ہزار یورو سے زائد لاگت آئی ہے۔ اس جگہ تعمیر شدہ سابقہ ہال گرانے اور اس کا ملبہ اٹھانے اور نئی مسجد کی تعمیر کا اندازہ خرچ ایک ملین یورو کے لگ بھگ تھا۔ خدام، انصار، لجنہ اور بچوں نے دن رات محنت کر کے قریباً چھ لاکھ یورو کی رقم بچائی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے احباب جماعت مسجد کی تعمیر کے تمام مراحل میں لگاتار وقار عمل میں حصہ لیتے رہے ہیں اور ذیلی تنظیموں انصار اللہ، خدام الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ نیز ناصرات الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ نے وقار عمل میں بھر پور حصہ لیا ہے۔ اس مسجد کی تعمیر کے لئے احباب جماعت فرانس نے غیر معمولی مالی قربانی پیش کرنے کی توفیق پائی ہے۔ پاکستان سے تعلق رکھنے والی فیملیز کے علاوہ دوسری مختلف قوموں کے احباب اور فیملیز نے بھی مالی قربانی میں نمایاں حصہ لیا ہے۔

ایک فرانکوفون فیملی نے اپنے سارے خاندانی زیور مسجد کی تعمیر کے لئے پیش کر دئے۔ الجزائر کے ایک احمدیت دوست نے گاڑی کی خرید کے لئے رقم جمع کی تھی انہوں نے یہ ساری رقم مسجد فنڈ میں دے دی۔ بچوں نے اپنی عیدی کی رقمیں مسجد فنڈ میں جمع کروا دیں۔ اسی طرح مسجد کی تعمیر کے لئے قربانیوں کا یہ سلسلہ جاری رہا۔

مسجد میں MTA کے لئے علیحدہ سٹوڈیو (Studio) بھی بنایا گیا ہے۔ اور باتھ روم، بیوت الخلاء اور وضوء کرنے کے انتظامات اور سہولیات بھی موجود ہیں۔ مسجد کے اندر قدرتی روشنی کو پہنچانے کا بھی انتظام بہت عمدہ رنگ میں کیا گیا ہے۔ مسجد کے فرش پر دو رنگوں پر مشتمل نرم قالین اس طور پر بچھایا گیا ہے کہ ہر صف علیحدہ علیحدہ نظر آتی ہے۔

مسجد کے معائنہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ''مسجد مبارک'' میں تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مشن ہاؤس 'بیت السلام' کے احاطہ میں موجود کچن، سٹور اور ڈائننگ ہال کا معائنہ فرمایا۔ کچن کے کارکنان آلو گوشت کا سالن پکا رہے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک بوٹی نکال کر چیک کی کہ گوشت صحیح طور پر گلا ہوا ہے۔ کچن کے ساتھ ہی سٹور ہے جہاں اجناس اور کھانے پینے کا سامان رکھا گیا ہے۔ پھر ساتھ ہی ڈائنگ ہال ہے جہاں احباب کو کھانا کھلانے کا انتظام کیا گیا ہے۔ یہ سارا حصہ نیا تعمیر ہوا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تعمیر سے متعلق امیر صاحب فرانس سے بعض امور دریافت فرمائے اور ہدایات سے نوازا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

فرانس میں احمدیت کے نفوذ کی تاریخ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے مبارک وجود اور سرزمین فرانس پر آپ کے بابرکت قدم پڑنے سے شروع ہوتی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اکتوبر 1924ء میں اپنا لندن (برطانیہ) کا سفر مکمل کرنے کے بعد 26؍اکتوبر 1924ء کو پیرس (فرانس) پہنچے اور اسی روز حضورؓ نے اپنے وفد کے ممبران کے ساتھ ایک مجلس مشاورت منعقد فرمائی اور فیصلہ فرمایا کہ پیرس (Paris) کے صحافیوں، مشرقی دنیا پر لکھنے والے مصنفوں، سیاسی لیڈروں اور غیر ملکی سفیروں کو پیغام اسلام پہنچانے کے لئے تین پارٹیاں سرگرم عمل ہو جائیں۔ اگرچہ وقت مختصر تھا اور زبان سے ناواقفی بہت بڑی سدّ راہ تھی مگر چونکہ قیام فرانس کا ایک بنیادی مقصد یہ بھی تھا کہ اسلام کی آواز بہرکیف پیرس کے مختلف حلقوں تک پہنچائی جائے اس لئے انتہائی کوشش کی گئی کہ تبلیغ اسلام کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے۔

چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ کی رہنمائی میں حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ اور حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ نے اخبار نویسوں سے رابطے کئے۔ حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ، چوہدری محمد شریف صاحب اور مولوی عبدالرحمٰن صاحب مشرقی مصنفین اور مشرقی ممالک کے سفراء سے رابطے کئے۔ اور حضرت خان ذوالفقار علی خان صاحبؓ اور حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ نے انگریزی اور مغربی سفیروں سے ملاقاتیں کیں۔

خود حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے قیام پیرس کے دوران مسٹر گوسٹن ڈیورنڈ (نمائندہ Haver ایجنسی)، پرنس آف ویلز کی ایک رجمنٹ کے کپتان لارڈ کریو برٹس منسٹر پیرس اور ایڈیٹر ''لی جرنل'' کو شرف ملاقات بخشا۔

حکومت فرانس ان دنوں ایک عالیشان اور خوشنما مسجد تعمیر کرا رہی تھی۔ حضرت مصلح موعودؓ مع خدام 29؍اکتوبر 1924ء کو بوقت اڑھائی بجے اس مسجد کو دیکھنے تشریف لے گئے۔ دروازہ پر ناظم مسجد نے بہت سے مؤقر مسلمانوں کے ساتھ حضورؓ کا استقبال کیا اور زیر تعمیر مسجد کے تمام حصّے دکھائے۔ یہ مسجد مراکشی طرز پر تعمیر ہو رہی تھی۔

مسجد کے محراب میں حضورؓ نے کھڑے ہو کر اپنے وفد کے ساتھ ایک لمبی دعا کی۔ بلکہ حضورؓ سب سے پہلے شخص تھے جنہوں نے اس مسجد میں دعا کی اور فرمایا:

''مَیں نے تو یہی دعا کی ہے کہ یا اللہ یہ مسجد ہم کو ملے اور ہم اس کو تیرے دین کی اشاعت کا ذریعہ بنانے کی توفیق پائیں''۔

حضرت مصلح موعودؓ کا پیرس میں قیام 31؍اکتوبر تک رہا۔

فرانس کی سرزمین پر احمدیت کے نفوذ کی یہ نہایت مبارک اور غیر معمولی برکتوں اور فتوحات کی حامل ابتداء تھی۔ پھر دوسری جنگ عظیم کے بعد مئی 1946ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر ملک عطاء الرحمٰن صاحب مرحوم بطور مبلغ فرانس تشریف لائے اور پانچ سال تک فرانس میں تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔

Madame Margarite Damagany وہ پہلی تعلیم یافتہ خاتون تھیں جنہیں فرانس میں قبول اسلام کی توفیق ملی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ان کا اسلامی نام عائشہ رکھا۔

ملک عطاء الرحمٰن صاحب نومبر 1951ء کو واپس مرکز تشریف لے آئے جس کے بعد فرانس کا مشن بند ہو گیا۔

1973ء میں کچھ احمدی خاندان فرانس میں آ کر آباد ہوئے۔ 13؍جنوری 1981ء کو فرانس میں باقاعدہ جماعت رجسٹرڈ ہوئی۔

1985ء میں مشن ہاؤس کی موجودہ عمارت خریدی گئی۔ 13؍اکتوبر 1985ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے احمدیہ مشن ہاؤس فرانس 'بیت السلام' کا افتتاح فرمایا۔

سال 2003ء میں جماعت احمدیہ فرانس کو مشن ہاؤس سے ملحقہ ایک رہائشی عمارت خریدنے کی توفیق عطا ہوئی۔ پھر سال 2007ء میں مشن ہاؤس سے ملحقہ زمین کے ساتھ ایک اور رہائشی عمارت خریدنے کی توفیق ملی۔

جماعت احمدیہ فرانس کا جو پہلا مشن ہاؤس 1985ء میں خریدا گیا تھا اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت خامسہ کے دور مبارک میں دو مزید رہائشی عمارات، نئی مسجد کی تعمیر اور لجنہ ہال ان سب کو شامل کر کے سابقہ مشن ہاؤس میں تین گناہ اضافہ ہو چکا ہے۔ الحمدللہ۔

فرانس کی سرزمین کو یہ سعادت حاصل ہے کہ یہاں چار خلفائے مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک قدم پڑے ہیں اور اس زمین نے بہت دعائیں لی ہیں اور برکتیں حاصل کی ہیں۔

فرانس کا یہی ملک جہاں 1924ء میں احمدیت کا پیغام پہنچانے کا آغاز ہوا آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ملک کے 22 شہروں میں احمدیت کا نفوذ ہو چکا ہے اور 13 مضبوط، فعال اور مستحکم جماعتیں قائم ہو چکی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے درج ذیل 33 مختلف اقوام کے لوگ احمدیت میں داخل ہو چکے ہیں۔

الجزائر، بنگلہ دیش، بینن، آئیوری کوسٹ، قموروز، کانگو، مصر، گھانا، گنی کوناکری، انڈیا، لاؤس (Laos)، مالی، مراکش، جزیرہ Martinique، ماریشس، موریطانیہ، نائیجر، پاکستان، Reunion Island، سینیگال، شام (Syria)، ٹوگو، کانگو (کنشاسا)، تیونس، ترکی، مڈغاسکر، کوسووو، برطانیہ، سنگاپور، فلپائن، لکسمبرگ، فرانس، گیانا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور مختلف قوموں سے جماعت میں آنے والے دوست بہت مخلص اور فدائی احمدی ہیں۔ جس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ فرانس جماعت کی نیشنل مجلس عاملہ کے

باقی صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر13

مولانا یعقوب علی عرفانیؓ صاحب کا حج

امیر فیصل کا مسجد فضل لندن اور اس وقت کے امام مسجد فضل مولانا شمس صاحب کے ساتھ تعلق کے تذکرہ کے ضمن میں بہت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سعودی خاندان کے ساتھ جماعت احمدیہ کے تعلق کے بعض اور واقعات بھی یہیں نقل کر دیئے جائیں۔ یہ واقعات ایک نہایت دلچسپ داستانِ حج کا حصہ ہیں جو حضرت مولانا یعقوب علی عرفانی صاحبؓ نے اپنی تالیف ''کتاب الحج'' میں رقم فرمائی ہے۔ آپ نے 1927ء میں لندن سے واپسی پر حج کی سعادت پائی اور یہ سال سلطان ابن سعود کی حکومت کا پہلا سال بھی تھا۔ حضرت مولانا موصوفؓ کا اندازِ تحریر سحر انگیز اور دل موہ لینے والا ہے۔ اور جب ان کی تحریر عشق و محبت کے عطر سے ممسوح ہو اور پھر وہ عشق و محبت سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کی ہو تو اس تحریر کا جادو سر چڑھ کر بولتا ہے۔ لہٰذا قارئین کرام کے ذوقِ طبع کے لئے اس کتاب سے چند اقتباسات یہاں نقل کئے جاتے ہیں جو عربوں میں تبلیغ احمدیت سے متعلق ہیں۔

حضرت خدیجہؓ کے مکان اور قبر کی بابت مشورہ

آپؓ فرماتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مکان اور آپ کی قبر کی شکستگی اور خستہ حالی کو دیکھ کر آپ کے منہ سے بے اختیار نکلا:

اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضل اور کرم ہوں تجھ پر اے ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا۔

ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے اس مکان کے سامنے کھڑے ہوئے میرے دماغ اور قلب میں ارتعاش تھا۔ میرے دل میں ایک تلاطم پیدا ہوا۔ مَیں نے کہا کہ کاش میں سلطان ابن سعود کی جگہ ہوتا تو اس مکان اور مزار پر ایک شاندار کتبہ نصب کرتا جس پر دنیا کی اس عظیم الشان خاتون ام المؤمنین کے کارناموں کا ایک مرقع ہوتا اور انکی قربانیوں کی تفصیل، تا کہ آنے والی نسلیں صرف احادیث اور تاریخ ہی سے اس کا علم نہ حاصل کرتیں بلکہ ہر آنے جانے والا پڑھ کر اپنا ایمان تازہ کرتا۔ کچھ شک نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پرستی سے اپنی امت کو ڈرایا تھا اور آخری وقت میں بھی آپ کو یہ خیال تھا۔ لیکن محض اس خوف سے ان مقدس ہستیوں کے نشانات گور تک مٹا دینا میرے نقطۂ نظر سے نہایت ہی زبوں امر ہے۔ مَیں نے محسوس کیا کہ ان مزاروں پر انسان کے قلب میں ایک نور سکینت نازل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ملائکہ کا ان مقامات سے ایک تعلق ہوتا ہے اور انسان جب ان کے کارناموں پر (جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں انہوں نے سرانجام دیئے) غور کرتا ہے تو انسانی قوت عمل میں ایک تحریک ہوتی ہے اور وہ تحریک نیکی اور سعادت کی تحریک ہوتی ہے۔ یہی ثبوت ہے اس امر کا کہ ان مقامات سے ملائکہ کا تعلق ہوتا ہے۔ اب بھی ضرورت ہے کہ ان تمام قبور پر کتبے لگا دیئے جاویں۔ میں نہیں کہتا کہ ان پر قبّے بنا دیئے جائیں یا عظیم الشان عمارتیں تعمیر ہوں۔ اس خصوص میں میرا اپنا نقطۂ نظر دوسرا ہے۔ اور مَیں مناسب احاطوں اور سامان حفاظت کو ضروری سمجھتا ہوں۔ لیکن اگر حکومت سعودی کا مذہبی تخیل اور ہو تو کم از کم ان قبور کے نشان قائم کر کے ان پر کتبے لگوا دینے چاہئیں۔

مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی جائے پیدائش سرور دو عالم) پر

مَیں ایک روز اس مقام پر گیا جس کو لوگ کہتے ہیں کہ یہ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس جگہ کو بھی اس وقت (1927ء) میں ویران کر دیا گیا تھا پہلے جو عمارت تھی وہ گرا دی گئی تھی۔ مَیں نے دیکھا کہ وہاں اونٹوں اور گدھوں کا اڈا ہے۔ اور اس مقام کی صفائی کا بھی چنداں خیال نہیں۔ ایک درخت تھا جو بہت ہی قریب زمانہ کا تھا۔ مگر مَیں نے دیکھا کہ بعض لوگ اس درخت کے ساتھ لپٹتے اور اظہار محبت اس تصور کے ساتھ کرتے کہ یہ اس مقام پر ہے جس کو ہمارے آقا اور محسن کی ولادت کا شرف حاصل ہے۔ مَیں نے حسرت کے ساتھ اس نظارہ کو دیکھا اور مَیں نے عزم کر لیا کہ سعودی حکومت سے اس کے متعلق گفتگو کروں گا۔

امیر فیصل سے ملاقات

دوسرے دن مَیں اس وقت کے وزیر خارجہ ڈاکٹر عبد اللہ واملوقی (جن سے لندن میں میری ملاقات ہوئی تھی) ملنے کے لئے گیا اور اس روحانی اذیت کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ امیر فیصل گورنر مکہ سے (جو سلطان ابن سعود کا صاحبزادہ ہے) مل کر گفتگو کریں۔ امیر فیصل سے بھی مجھے لندن میں ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا، اور وہاں ہی ان کا دفتر تھا چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے ملاقات کا انتظام کر دیا۔ اور اس میں ذرا بھی دیر نہ لگی۔ مجھے یہ بات حکومت سعودی کی بہت پسند آئی کہ وہاں ارکان دولت نہایت بے تکلفی اور سادگی سے ملتے ہیں۔ امیر فیصل نہایت اخلاق سے پیش آئے۔ اور انہوں نے قہوہ پیش کیا۔ رسمی گفتگو کے بعد اصل موضوع پر سلسلہ کلام شروع ہوا۔...... مَیں نے ان کو جذباتی رنگ میں اپیل کی اور کہا کہ مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو محبت رکھتے ہیں اس محبت کا تقاضا ہے کہ جن مقامات کو حضورؐ کے نام سے نسبت ہے ان کی خرابی وہ برداشت نہیں کر سکتے۔ امیر فیصل نے مجھ سے یہ کہا کہ ان مقامات کو اس لئے پیوندِ زمین کر دیا گیا ہے کہ لوگ یہاں مشرکانہ حرکتیں کرتے تھے۔ مَیں نے کہا ان کا انسداد ان مقامات کے بقاء کے ساتھ دوسرے رنگ میں بھی ہو سکتا تھا۔ آخر آپ کے ہاں دوسرے اعمالِ غیر مشروع یا معصیت کے لئے سزائیں مقرر ہیں۔ میرے سلسلۂ دلائل میں انہیں قوت معلوم ہوئی تو بالآخر انہوں نے کہا کہ دراصل یہ امرِ مشتبہ ہے کہ یہ مقام فی الواقعہ مولد النبیؐ ہے بھی یا نہیں۔

اس پر مَیں نے کہا کہ: اس مقام کو زمانۂ دراز سے مولد النبیؐ قرار دیا گیا، اور صدیوں پیشتر سے لوگ اسے مولد النبیؐ کہتے ہیں تو پھر یہ مشکوک کیسے سمجھا جا سکتا ہے؟ اگر یہ فرض کر لیا جاوے کہ مشکوک ہے تو آپ کا پہلا فرض یہ تھا کہ ایک کمیٹی تاریخ دان علماء کی مقرر کرتے اور وہ اصل مقام کی تحقیقات کرتی اور اسے محفوظ قرار دیتی۔ آج تو لوگ معمولی آثار قدیمہ کی تحقیقات میں بڑا وقت اور روپیہ صرف کرتے ہیں، اس مقام کے ساتھ تو ساری دنیا کے مسلمانوں کی عقیدت وابستہ ہے، گرانے میں جلدی کی گئی۔

امیر فیصل نے کہا: اس کے سوا کوئی اور چارہ نہ تھا۔

مَیں نے کہا: یہ عذر صحیح نہیں ہے۔ اس کا چارہ کار یہ تھا کہ حکومت اس مقام پر ایک شاندار عمارت تعمیر کرتی۔ اور روئے زمین کے مسلمان اس میں حصہ لیتے اور اس میں سیرۃ النبیؐ کا ایک دفتر قائم کیا جاتا۔ دنیا کے تمام زبانوں میں سیرۃ النبیؐ پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان کی متعدد جلدیں رکھی جاتیں۔ اور یہ مقام دار الحدیث ہوتا جہاں ہر وقت حدیث کا درس جاری رہتا۔ اس طرح پر جن بدعات یا مشرکانہ حرکات کا آپ کو خطرہ تھا وہ بھی باقی نہ رہتا۔ ہر وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جاتا اور لوگ حدیث سنا کرتے یا سیرت کی کتابیں پڑھتے۔ میری اس تجویز پر ان کے چہرہ پر مسرت کی ایک لہر آئی اور انہوں نے اسے بہت پسند کیا۔ اور کہا کہ مَیں حضرت امام سے ذکر کروں گا۔ (یہ لوگ ابن سعود کا جب ذکر کرتے ہیں تو حضرت امام سے کرتے ہیں۔) اس پر یہ انٹرویو ختم ہو گیا......۔

سلطان ابن سعود کو احمدیت کی تبلیغ

جلالۃ الملک سلطان ابن سعود سے مجھے تین مرتبہ ملنے کا موقع ملا۔ دو مرتبہ تو میرے ساتھ حضرت الحاج نیّر صاحب مبلغ اسلام (لندن و افریقہ تھے) اور تیسری مرتبہ مجھے تنہا ان سے ملنے کا اتفاق ہوا اور یہ ملاقات بہت اہم تھی۔ مکہ معظّمہ میں سلطان ابن سعود کے داخلہ کا پہلا سال تھا اور اہل حدیث کے بہت سے لوگ وہاں گئے ہوئے تھے۔ ان میں مولوی محمد اسماعیل سورتی صاحب تھے۔ مَیں ان سے قیام بمبئی کے ایام میں واقف اور بے تکلف تھا اور وہ مذہبًا اہل حدیث تھے ......مولوی اسماعیل صاحب کو مولوی اسماعیل غزنوی (جو سلطان کے خاص مقربین سے ہیں......) سے نہیں معلوم کیوں کچھ رنجش تھی وہ ان کے اقتدار اور قرب کو دیکھ نہ سکتے تھے۔ غزنوی صاحب کے ننھیال سے خاکسار عرفانی کو ارادت و عقیدت تھی اس لئے وہ مجھ سے بھی محبت رکھتے تھے۔ سورتی صاحب کو یہ اچھا موقع ملا کہ میرے متعلق انہوں نے غزنوی صاحب کو الزام کے لئے ایک حیلہ پیدا کیا اور شکایت کی کہ غزنوی صاحب ان کو سلطان کے پاس لے گئے اور ان کی وجہ سے یہاں ایک فتنہ پیدا ہو جائے گا اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا۔

سلطان میرے عقائد سے واقف تھے اور انہوں نے شیخ الاسلام عبد اللہ بن بلہید سے استصواب کیا تھا کہ کیا مَیں ان سے ملوں؟ یہ لوگ تو مبلغ ہوتے ہیں۔ شیخ الاسلام نے (خدا ان پر رحم کرے) نہایت صحیح مشورہ دیا کہ ان لوگوں سے سلطان کو ضرور ملاقات کرنی چاہئے، اور جو کچھ وہ کہیں سننا چاہئے۔ چنانچہ ہم کو موقع ملا اور ہم نے واضح الفاظ میں اپنے عقائد کو پیش کر دیا تھا۔

سلطان ابن سعود سے ایک اور ملاقات اور اتمام حجت

مَیں نے سلطان سے ملاقات کا انتظام کیا۔ مَیں حاضر ہوا تو مندرجہ ذیل گفتگو سلطان سے ہوئی۔

عرفانی: جلالۃ الملک، آپ جانتے ہیں حرمین شریفین کی خدمت کا شرف آپ کو کیوں ملا؟

سلطان: ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔

عرفانی: بے شک یہ فضل تو ہے، مگر اللہ تعالیٰ کے فضل کے کچھ اسباب ہوتے ہیں۔

سلطان: میں کچھ نہیں جانتا۔ آپ کیا سمجھتے ہیں؟

عرفانی: شریف عون کے زمانہ میں آپ کے جدّ حج کے لئے آئے تھے مگر شریف عون نے اختلاف عقیدہ کی وجہ سے ان کو روک دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہ آئی اس لئے شریف کے خاندان سے یہ شرف نکل گیا۔ اور آپ آل سعود کو دیا گیا۔

سلطان: مرحبا۔

عرفانی: مَیں نے یہ واقعہ آپ کو اس لئے یاد دلایا ہے کہ مکہ معظّمہ روئے زمیں کے مسلمانوں کا مرکز ہے۔ یہاں مختلف عقائد کے لوگ آئیں گے۔ اور آپ کے ساتھ بھی بعض کا اختلاف ہوگا۔ اگر محض عقائد کے اختلاف کی وجہ سے آپ کسی سے تعرض کریں گے تو یاد رکھیئے کہ خدا تعالیٰ آپ سے یہ خدمت چھین لے گا اور اس کو دے گا جو اختلاف عقائد کی وجہ سے کسی سے تعرض نہ کرے گا۔

میرے بیان کا ترجمہ توفیق شریف صاحب جو ان دنوں وزیر معارف تھے کرتے تھے۔ اور کچھ نہ کچھ مَیں خود بھی اپنی ٹوٹی پھوٹی زبان میں بولتا تھا۔

سلطان یہ سن کر استغفار کرتے ہوئے کھڑے ہو گئے اور کہا کہ: **مَیں انشاء اللہ کبھی ایسا نہیں کروں گا۔** اور ساتھ ہی کہا کہ آپ خود موجود ہیں آپ سے کوئی تعرض نہیں کیا گیا۔ آپ کی شکایت ہوئی اس پر بھی ہم نے توجہ نہیں کی۔ اس پر مَیں نے کہا کہ اسی بات نے مجھے تحریک کی کہ مَیں یہ حق آپ کو پہنچا دوں۔ الحمد للہ مَیں نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ (از کتاب الحج تالیف مولانا یعقوب علی عرفانیؓ صفحہ 255 تا 278)

اس ساری بحث کے بعد اب ہم واپس اپنے مضمون کی طرف لوٹتے ہیں جہاں ہم مولانا شمس صاحب کے قیام مصر کے حالات کا تذکرہ کر رہے تھے۔

آخرین کے ابن عباس

حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کے مصر پہنچنے پر مشورہ سے طے پایا کہ وہاں ایک پبلک لیکچر ہو۔ لیکچر کے لئے عصمت انبیاء کا موضوع تجویز ہوا۔ مکارم اخلاق سوسائٹی کے تحت ہونے والے اس لیکچر کا اعلان کر دیا گیا اور لوگوں کو شمولیت کی دعوت دی گئی۔

اس موضوع پر مولانا شمس صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام کی روشنی میں اس خوبی سے لیکچر

دیا کہ اپنے اور بیگانے سب متاثر ہوئے۔ جماعت کے سیکرٹری عبدالحمید آفندی نے قادیان آکر بیان کیا کہ لیکچر سننے کے بعد ہم سب احمدیوں نے خوشی سے محترم شمس صاحب کو کندھوں پر بٹھالیا اور دور تک اٹھا کر لے گئے۔

جلسہ کے اختتام پر ایک بڑے ادیب نے سب دوستوں کو ٹھہرالیا اور آدھ گھنٹہ کے قریب مولانا شمس صاحب کی مدح اور تعریف کرتا رہا۔ اس نے بیان کیا کہ ایسا لیکچر آج تک ہم نے کبھی نہیں سنا تھا۔ ایک فقرہ جو آپ کی تعریف میں کہا گیا وہ یہ تھا۔

وَاللّٰہ إنَّہٗ لاِبْنِ عَبَّاس فِیْنَا یعنی اللہ کی قسم یہ شخص ہم میں حضرت ابن عباس کے مقام پر ہے۔

(الفضل 20/ اکتوبر 1966ء صفحہ3بحوالہ خالد احمدیت حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کے حالات زندگی جلداول صفحہ228-229)

ایک پادری سے مناظرہ اور مصر کا پہلا احمدی

مکرم منیر الحصنی صاحب اس مناظرہ کی روداد تحریر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

مَیں موسمی تعطیلات گزارنے کے لئے دمشق سے کچھ فاصلہ پر بلودان نامی ایک پہاڑی گاؤں میں گیا۔ وہاں کے پادری ملحم الذہبیہ نامی سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ وہاں قیام کے دوران اس پادری سے کئی مباحثات ہوئے جن کے نتیجہ میں آخر کار اسے راہ فرار اختیار کرنا پڑی اور اس نے یہ کہہ کر مجھ سے اپنا پیچھا چھڑایا کہ گو مَیں آپ کے دلائل و براہین کا جواب نہیں دے سکتا لیکن مصر میں ایک بڑے پادری صاحب ہیں وہ آپ کے تمام اعتراضات کا جواب دیں گے۔

مَیں نے مولانا شمس صاحب کو جو ان دنوں مصر میں تھے لکھا کہ وہ اس پادری سے مل کر تبادلہ خیالات فرمائیں لیکن مصر کے تمام پادریوں نے الوہیت مسیحؑ وغیرہ میں سے کسی موضوع پر بھی شمس صاحب سے مناظرہ نہ کیا اور کوئی بھی مقابلہ پر نہ آیا۔ شمس صاحب نے بڑی تحدی سے ایک رسالہ البرھان الصریح فی إبطال ألوھیة المسیح لکھ کر تمام پادریوں کو چیلنج کیا کہ اس کا ردّ لکھیں۔ مگر کسی کو اس کا جواب دینے اور چیلنج قبول کرنے کی ہمت نہ ہوئی...... کچھ عرصہ بعد بحیثیت مبلغ آپ دوبارہ مصر تشریف لے گئے۔ مجھے بھی آپ کی ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا۔ مصر پہنچنے پر ہم نے دیکھا کہ بعض امریکی مشن بعض خاص دنوں میں علی الاعلان مسیحیت کی تبلیغ کرتے ہیں اور مصر کے علماء باوجود کثرت کے کوئی بھی ان کی تردید کے لئے نہیں آتا۔ اور وہ لگا تار اسلام اور بانیٔ اسلام ﷺ کے خلاف مسلمان نوجوانوں میں زہر پھیلا رہے ہیں۔ اس پر خاکسار اور شمس صاحب ایک مشن ہاؤس میں گئے۔ وہاں ہم نے دیکھا کہ ایک مسیحی عرب شیخ کامل منصور نامی صداقت اناجیل پر لیکچر دے رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ دیکھو اناجیل کی اشاعت کسی جنگ وجدال کی مرہون منت نہیں بلکہ وہ اپنی روحانی قوت سے اکناف عالم میں پھیلیں۔ لیکچر کے اختتام پر مَیں نے اس سے کہا: صداقت اناجیل پر شمس صاحب سے پبلک مناظرہ کرلو تا لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ واقعۃً موجودہ اناجیل الہامی اور خدا کی طرف سے ہیں۔ اس پر اس نے فوراً میری دعوت قبول کرلی۔ اور خیال کیا کہ خوب شکار ہاتھ آیا ہے۔ اس نے ہماری دعوت پر بہت خوشی کا اظہار کیا کیونکہ اسے خیال تھا کہ اس کے دلائل لاجواب ہیں۔ لیکن مناظرہ شروع ہونے پر جب اسے اپنے دلائل کا بودا پن معلوم ہوا اور لوگوں پر اس کے خلاف برا اثر پڑنے لگا تو اس نے ہم سے درخواست کی کہ بقیہ بحث کسی آئندہ روز پر ملتوی کر دی جائے۔ لیکن جب دوسری مرتبہ مناظرہ شروع ہوا تو پہلی دفعہ سے بھی زیادہ اس کی سبکی ہوئی اور دلائل و براہین اسلامی نے اس کے چھکے چھڑا دیئے۔ اور اسے ایسا مبہوت کیا کہ اس نے دوبارہ درخواست کی کہ بقیہ مناظرہ آئندہ پر ملتوی کیا جائے۔ ہم نے یہ درخواست منظور کرلی۔ لیکن تیسری مرتبہ جب ہم آئے تو بجائے مناظرہ کرنے کے اس نے کہا کہ شمس صاحب احمدی مناظر ہیں اور مسلمان احمدیوں کو مسلمان نہیں سمجھتے اس لئے مَیں احمدی مناظر سے بحث کرنے کے لئے تیار نہیں۔

مولانا جلال الدین شمس صاحب نے فرمایا: تم عیسائیت کے وکیل ہو اور میں اسلام کی طرف سے مدافعت کرتا ہوں۔ جب میں نے یہ سوال نہیں اٹھایا کہ تمہیں باقی عیسائی فرقے عیسائی قرار دیتے ہیں یا نہیں، تو پھر تمہیں کہاں سے یہ حق پہنچتا ہے کہ مجھ پر یہ اعتراض کرو۔ اس کا سوائے اس کے اور کوئی مطلب نہیں کہ تم مناظرہ کرنے کی ہمت نہیں رکھتیاور اسلامی دلائل سے عاجز آکر اوچھے ہتھیاروں پر اتر آئے ہو۔ لیکن اس طرح غیرت دلانے کے باوجود بھی اسے مناظرہ جاری رکھنے کی ہمت نہ ہوئی۔ مسلمان حاضرین نے پرجوش تالیوں سے عیسائی پادری کی شکست اور اسلامی مبلغ کی فتح کا اعلان کیا۔ اور کئی منٹ تک اپنی تالیوں سے میدان مناظرہ کو گرمائے رکھا۔

اس کے بعد شمس صاحب نے اس موضوع پر ایک پمفلٹ بنام ''تحقیق الادیان'' رمضان 1348ھ بمطابق فروری 1930ء میں شائع کیا گیا۔ مباحثہ کا ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہوا کہ بہت سے مصری نوجوان جو عیسائیت کے اوہام کے شکار ہو رہے تھے پھر سے اسلام پر پختہ ہو گئے۔ انہی نوجوانوں میں عبدالحمید خورشید آفندی بھی تھے جو مصر کے پہلے احمدی بنے جو اس مباحثہ میں آپ کے دلائل و براہین سے اتنے متاثر ہوئے کہ احمدی ہو کر عیسائیوں کا مقابلہ کرنے لگے۔ ازاں بعد احمد حلمی صاحب احمدی ہوئے۔

(مآخذ ریویو آف ریلیجنز اردو جنوری 1947ء مکرم طه قزق صاحب کی یادیں، کبابیر، بلادی از عبد اللہ اسعد صاحب، تاریخ احمدیت جلد4 صفحہ527)

مکرم الحاج عبدالحمید خورشید آفندی صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی دعاؤں کا ایک نشان

مکرم عبدالحمید خورشید آفندی صاحب کا ذکر آیا ہے تو ان سے متعلق ایک ایمان افروز واقعہ کا بھی یہاں ذکر مناسب ہے۔

آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ پہلے مصری احمدی ہیں جو قادیان میں وارد ہوئے۔ یہ 1936ء کی بات ہے کہ قادیان میں جب آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں بغرض ملاقات حاضر ہوئے تو عرض کی کہ میری شادی کو 15 سال ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک اولاد کی نعمت سے محروم ہیں۔ حضور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نیک اولاد کی نعمت سے نوازے۔ حضورؓ نے فرمایا کہ مَیں آپ کے لئے دعا کروں گا۔

قادیان میں کچھ وقت گزارنے کے بعد جب آپ کی مصر واپسی کا وقت آیا تو آفندی صاحب حضورؓ کے ساتھ الوداعی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ اس ملاقات میں حضورؓ نے انہیں فرمایا کہ مَیں نے آپ کے لئے دعا کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمالی ہے کہ وہ آپ کو جلال الدین اور شمس الدین اور عائشہ عطا فرمائے گا۔ یہ خوشخبری سن کر آفندی صاحب کی خوشی کی انتہاء نہ رہی۔ مصر واپس آنے کے چند ماہ کے بعد ہی ان کی بیوی حاملہ ہوئیں اور انہوں نے لوگوں کو بتانا شروع کردیا کہ میرے ہاں جلال الدین پیدا ہوگا۔ بعض احمدیوں نے انہیں کہا کہ شاید پہلے عائشہ پیدا ہو جائے اس لئے اتنے یقین کے ساتھ صرف لڑکے کی خبر لوگوں میں پھیلانا شاید مناسب نہ ہو۔ لیکن آپ کا حضرت مصلح موعودؓ کی پیشگوئی کے پورا ہونے پر اس قدر پکا یقین تھا کہ آپ نے ان کو جواب دیا کہ جس ترتیب کے ساتھ حضورؓ نے مجھے بشارت دی ہے اسی ترتیب کے ساتھ ہی یہ پیشگوئی پوری ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پہلے ان کے ہاں جلال الدین پیدا ہوا پھر شمس الدین اور آخر میں عائشہ۔

مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب نے یہ واقعہ (السیرة المطہرة) میں بیان کرنے کے بعد لکھا ہے کہ جلال الدین ان کا دوست تھا جس کی بعد میں بیس پچیس سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ ان کی وفات پر الحاج عبدالحمید خورشید صاحب نے صبر کا اعلیٰ نمونہ دکھایا اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت تھی چنانچہ اللہ نے اپنی امانت واپس لے لی۔

(ماخوذ از السیرة المطہرة تالیف مصطفی ثابت صاحب صفحہ322 تا 324)

مجھے کچھ نہیں آتا

مصر میں قیام کے دوران کی مساعی کے بارہ میں حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب فرماتے ہیں:

اخبار الأھرام میں ہم نے اعلان پڑھا کہ باب الحدید...... کے پاس دارالتبشیر میں لیکچر ہوگا۔ ہم سننے کے لئے گئے۔ اختتام لیکچر پر کسی کو سوالات کی اجازت نہ دی گئی۔ مگر انچارج پادری نے ہم سے کہا کہ آپ اگر کوئی سوال دریافت کرنا چاہیں تو دو دن کے بعد انجیل کا درس ہوگا آپ تشریف لائیں اور جو سوال کرنا چاہتے ہیں کر سکتے ہیں۔ چنانچہ مَیں اور برادرم منیر الحصنی اور شیخ محمود احمد صاحب وقت مقررہ پر وہاں پہنچ گئے۔ اس سے چند ہی باتیں ہوئی تھیں کہ وہ کہہ اٹھا: مَیں آپ کو جواب نہیں دے سکتا۔ آپ کتاب مقدس کا مطالعہ کریں۔ ہم نے کہا: آپ ہمیں سمجھائیں۔ کتاب مقدس پر ہی تو اعتراض ہے۔ وہ اتنا گھبرا گیا کہ اس نے صاف طور پر کہہ دیا: افرضوا أننی حمار، آپ مجھے گدھا فرض کر لیں، مجھے کچھ نہیں آتا۔ (الفضل یکم اپریل 1930ء)

قوت دلائل وسحر کلام

مصر میں حضرت مولوی صاحب کو اپنے چند احمدی ساتھیوں کے ساتھ بذریعہ ٹرین کسی دوسرے مقام پر جانا تھا۔ گاڑی چلنے میں ابھی آدھ گھنٹے کی دیر تھی کہ ایک ازہری مولوی سٹیشن پر آئے۔ مکرم محمود آفندی خورشید نے انہیں شمس صاحب سے انٹروڈیوس کرایا اور ساتھ ہی اختلافی مسائل کا بھی ذکر کردیا۔ اس پر سلسلہ گفتگو چل پڑا اور مولوی صاحب تعلیم یافتہ مسافروں کے انبوہ میں گھر گئے۔ آپ نے نہایت فصیح و بلیغ عربی میں تقریر کی۔ ازہر کے شیخ کو آپ کے دلائل کے سامنے سر جھکانا پڑا۔ یہ سلسلہ اتنا لمبا ہو کہ سامعین نے ایک مولوی صاحب کو ایک ٹرین مِس کرنے پر مجبور کردیا۔ بہت سے لوگوں نے مولوی صاحب کا پتہ نوٹ کیا۔ اور دوبارہ ملاقات کا وعدہ کیا۔

ہم آپ سے یہیں جہاد کریں گے

قاہرہ سے واپسی پر عیسائیوں کے ایک تبشیری ہال میں پادری مریان پطرس کا ایک لیکچر تھا اس دن ہم سب وقت مقررہ پر پہنچ گئے۔ پادری صاحب ہال میں ٹہل رہے تھے۔ مولوی صاحب کو داخل ہوتے دیکھ کر کہنے لگے: آپ ابھی تک یہیں ہیں؟ آپ کیوں ہمیں تنگ کر رہے ہیں اور ہمیں کام نہیں کرنے دیتے۔ بہتر ہے کہ آپ ہندوستان چلے جائیں اور اپنے ملک کی خدمت کریں۔ مولوی صاحب نے فرمایا: کیا آپ چاہتے ہیں کہ ہم یہاں نہ آئیں۔ ہم آپ سے یہیں جہاد کریں گے۔ اس جواب پر پادری صاحب خاموش ہو گئے اور جب لیکچر کے لئے کھڑے ہوئے تو انہوں نے اپنا موضوع چھوڑ کر انجیل کی تقریر شروع کردی اور کسی کو گفتگو کا موقع نہ دیا۔

(الفضل 2/دسمبر 1930ء صفحہ7-8)

سوڈان میں تبلیغ

حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب کے قیام مصر کے دوران ہی سوڈان کے ایک تعلیم یافتہ دوست جو تبدیلی آب وہوا کے لئے مصر آئے ہوئے تھے احمدیت میں داخل ہوگئے۔ یوں سوڈان میں بھی احمدیت کا پودا لگ گیا۔ وطن واپس جاتے ہوئے وہ سلسلہ کا کچھ لٹریچر ساتھ لے گئے۔ پھر انہوں نے مولانا جلال الدین صاحب کو اطلاع دی کہ تعلیم یافتہ طبقہ احمدیت کو دل میں قبول کر رہا ہے لیکن مشائخ اور جہالت سے مرعوب ہیں۔

(ماخوذ از رپورٹ سالانہ1930-31ء صفحہ5-6)

(باقی آئندہ)

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

الفضل خود بھی پڑھیئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

(مینجر)

خطبہ جمعہ

خدا تعالیٰ جب اپنے بندوں، خاص طور پر انبیاء کے لئے گواہ بن کر کھڑا ہوتا ہے تو اپنے بندوں پر لگائے گئے ہر مخالف کے الزامات اور جھوٹ کر ردّ کرتے ہوئے گواہ بن کر کھڑا ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے معجزانہ حفاظت اور نگرانی کے نظارے دکھائے۔

(اللہ تعالیٰ کی صفت مُہَیْمِن کے تعلق میں معجزانہ حفاظت کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ)

احباب جماعت اپنی دعاؤں میں رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِي وَانْصُرْنِي وَارْحَمْنِي

کی دعا کو بھی ضرور شامل کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر شر سے ہر ایک کو بچائے اور جماعت کی حفاظت فرمائے۔

(ایک خواب کے حوالہ سے احباب کو خاص دعا کی تحریک)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ 3/اکتوبر 2008ء بمطابق 3/اخاء 1387 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّا كَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

چند خطبات پہلے مَیں نے اللہ تعالیٰ کی صفت مُهَيْمِنْ بیان کی تھی اور اس کی کچھ وضاحت بیان کی تھی اس کے معنی بھی بتائے تھے جو مختلف لغات میں درج ہیں۔ عموماً اس کے معنی پناہ دینے کے لئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جو ہر چیز کی آخری پناہ گاہ ہے جہاں سے تحفظ ملتا ہے اور اپنے سے خالص ہو کر چمٹے رہنے والے کے لئے وہ عجیب عجیب نشان دکھاتا ہے۔

اس کے معنی گواہ کے بھی کئے جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ جب اپنے بندوں، خاص طور پر انبیاء کے لئے گواہ بن کر کھڑا ہوتا ہے تو اپنے بندوں پر لگائے گئے ہر مخالف کے الزامات اور جھوٹ کو ردّ کرتے ہوئے گواہ بن کر کھڑا ہو جاتا ہے۔

اس کے معنی مخلوق کے معاملات پر نگران اور محافظ کے بھی ہیں۔ اس کے معنی خوف سے امن دینے والے کے بھی ہیں اور جب اللہ تعالیٰ اپنی صفت اپنے خاص بندوں کے لئے ظاہر کرتا ہے تو اس حفاظت اور نگرانی کے خارق عادت نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بننے والے بھی یہ لوگ ہوتے ہیں ان پر اس کا اظہار بھی ہو رہا ہوتا ہے اور اس سے فیض اٹھانے والے بھی سب سے پہلے انبیاء ہوتے ہیں جن کے لئے خدا تعالیٰ کی ہر صفت غیر معمولی طور پر حرکت میں آتے ہوئے ان کی سچائی ثابت کرتی ہے تا کہ دنیا کو پتہ لگ سکے کہ یہ شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور پھر اس نبی کی سچائی ثابت کرنے کے لئے ان صفات کا اظہار اس کو ماننے والوں سے بھی ہوتا ہے۔

اس وقت مَیں اس حوالہ سے جو صفت مُهَيْمِنْ کے وسیع معنوں میں پوشیدہ ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند واقعات پیش کروں گا اور اس کے ساتھ ہی بعض بزرگوں کے بھی واقعات ہیں۔ جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے معجزانہ حفاظت اور نگرانی کے نظارے دکھائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ پایا وہ اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے پایا اور آپؑ پر اللہ تعالیٰ کا احسان اس لئے تھا تا کہ آنحضرت ﷺ اور اسلام کی سچائی ظاہر ہو۔ اس مضمون کے حوالے سے بھی جو میں بیان کر رہا ہوں آنحضرت ﷺ کے بارہ میں آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ’’یاد رہے کہ پانچ موقعے آنحضرت ﷺ کے لئے نہایت نازک پیش آئے تھے، جن میں جان کا بچانا محالات سے معلوم ہوتا تھا۔ اگر آنجناب درحقیقت خدا کے سچے رسول نہ ہوتے تو ضرور ہلاک کئے جاتے۔ ایک تو وہ موقعہ تھا جب کفار قریش نے آنحضرت ﷺ کے گھر کا محاصرہ کیا اور قسمیں کھالی تھیں کہ آج ہم ضرور قتل کریں گے۔ دوسرا موقع وہ تھا کہ جب کافر لوگ اس غار پر معہ ایک گروہ کثیر کے پہنچ گئے تھے جس میں آنحضرت ﷺ مع حضرت ابوبکرؓ کے چھپے ہوئے تھے۔ تیسرا وہ نازک موقعہ تھا جب کہ اُحد کی لڑائی میں آنحضرت ﷺ اکیلے رہ گئے تھے اور کافروں نے آپؐ کے گرد محاصرہ کر لیا تھا اور آپ پر بہت سی تلواریں چلائیں، مگر کوئی کارگر نہ ہوئی۔ یہ ایک معجزہ تھا۔ چوتھا وہ موقعہ تھا جبکہ ایک یہودیہؔ نے آنجناب کو گوشت میں زہر دے دی تھی اور وہ زہر بہت تیز اور مہلک تھی اور بہت وزن اس کا دیا گیا تھا۔ (5) پانچواں وہ نہایت خطرناک موقعہ تھا جب کہ خسرو پرویز شاہ فارس نے آنحضرت ﷺ کے قتل کے لئے مصمم ارادہ کیا تھا اور گرفتار کرنے کے لئے اپنے سپاہی روانہ کئے تھے‘‘۔ تو آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’پس صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ان تمام پُرخطر موقعوں سے نجات پانا اور اُن تمام دشمنوں پر آخر کار غالب ہو جانا ایک بڑی زبردست دلیل اس بات پر ہے کہ درحقیقت آپؐ صادق تھے اور خدا آپ کے ساتھ تھا‘‘۔

(چشمۂ معرفت ۔روحانی خزائن جلد 23 حاشیہ صفحہ 263-264)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ: ’’یہ عجیب بات ہے کہ میرے لئے بھی پانچ موقعے ایسے پیش آئے تھے جن میں عزت اور جان نہایت خطرے میں پڑ گئی تھی۔ (1) اوّل وہ موقع جبکہ میرے پر ڈاکٹر مارٹن کلارک نے خون کا مقدمہ کیا تھا۔ (2) دوسرے وہ موقع جبکہ پولیس نے ایک فوجداری مقدمہ مسٹر ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی کچہری میں میرے پر چلایا تھا۔ (3) تیسرے وہ فوجداری مقدمہ جو ایک شخص کرم الدین نام نے بمقام جہلم میرے پر کیا تھا۔ (4) وہ فوجداری مقدمہ جو اسی کرم دین نے گورداسپور میں میرے پر کیا تھا۔ (5) پانچویں جب لیکھرام کے مارے جانے کے وقت میرے گھر کی تلاشی کی گئی اور دشمنوں نے ناخنوں تک زور لگایا تھا تا مَیں قاتل قرار دیا جاؤں مگر وہ تمام مقدمات میں نامراد رہے‘‘۔

(چشمۂ معرفت ۔روحانی خزائن جلد 23 حاشیہ صفحہ 263)

ساروں کی تفصیل بیان کرنا تو ممکن نہیں، ڈاکٹر مارٹن کلارک کا جو مقدمہ تھا ایک ایسا جھوٹا مقدمہ تھا جس میں ایک لڑکے سے جس کا نہ کوئی دین تھا نہ ایمان تھا اور مہا کا جھوٹا نکما جوان تھا یہ بیان دلوایا گیا کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے یہ کہا ہے کہ جا کر ڈاکٹر مارٹن کلارک کو قتل کر دو اور یہ لڑکا اپنے مذہب بدلتا رہتا تھا۔ قادیان بھی آیا تھا کہ میری بیعت لے لیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے قبول نہیں کی تھی، پتہ لگ گیا تھا کہ یہ کیسا ہے۔ڈاکٹر مارٹن کلارک ایک مشنری ڈاکٹر تھے۔حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالفین میں سے تھے، کیونکہ عیسائیت کی غلط تعلیم کے خلاف آپؑ ہر وقت آواز اٹھاتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بطور نبی صحیح مقام آپؑ بتایا کرتے تھے۔تو بہر حال مختصر یہ کہ اس مقدمہ میں تمام مخالفین کی طرف سے مخالفت اور مکر کی انتہا کی گئی۔ یہاں تک کہ مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب بھی اس وقت عیسائیوں کی حمایت میں کھڑے ہو گئے۔لیکن اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو پہلے سے خبر دے دی تھی کہ اس کے فضل سے آپؑ محفوظ رہیں گے۔ چنانچہ ڈگلس صاحب جو مجسٹریٹ تھے انہوں نے تمام حقائق جاننے کے بعد آپؑ کو باعزت بری کیا۔اللہ تعالیٰ کس طرح اپنوں کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے گواہ بن کر کھڑا ہو جاتا ہے اور حفاظت فرماتا ہے اس کی روداد ڈگلس صاحب کی زبان سے ہی سن لیں۔

راجہ غلام حیدر صاحب جو احمدی نہیں تھے، وہاں عدالت میں کام کرتے تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ فیصلے سے پہلے جج صاحب نے سفر کرنا تھا وہ بڑی پریشانی سے سٹیشن کے پلیٹ فارم پر ٹہل رہے تھے۔تو مَیں نے پوچھا کہ کیا وجہ ہے پریشان کیوں ہیں اتنے؟ کہنے لگے کچھ نہ پوچھو۔آخر زور دینے پر بتایا کہ جب سے مرزا صاحب کی شکل دیکھی ہے اس وقت سے مجھے یوں نظر آتا ہے کہ کوئی فرشتہ مرزا صاحب کی طرف ہاتھ اٹھا کے مجھ سے کہہ رہا ہے کہ مرزا صاحب گناہگار نہیں، ان کا کوئی قصور نہیں۔غرض جج نے اس کے بعد پھر طریق تحقیق بدلا ملزم کو بجائے ان لوگوں کے پاس رکھنے کے پولیس کے حوالے کیا تو حق ظاہر ہو گیا۔اسی طرح باقی مقدمات جو دشمن نے اپنے زعم میں آپ کو ذلیل و رسوا کرنے کے لئے کئے تھے خود اُن میں ناکام و نامراد رہا اور اللہ تعالیٰ جس طرح آپؑ کو پہلے بریت کی خبر دیتا رہا تھا ہر جگہ سے سرخرو فرمایا۔

مارٹن کلارک والے مقدمہ کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایک رؤیا کا ذکر کرتے ہیں۔فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر جب پادری مارٹن کلارک نے مقدمہ کیا تو مَیں نے گھبرا کر دعا کی، رات کو رؤیا میں دیکھا کہ مَیں سکول سے آ رہا ہوں اور اس گلی میں جو حضرت مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم کے مکانات کے نیچے ہے (قادیان کا ذکر ہے) اپنے مکان میں داخل ہونے کی کوشش کرتا ہوں وہاں مجھے بہت سی باوردی پولیس دکھائی دیتی ہے۔ پہلے تو ان میں سے کسی نے مجھے اندر داخل ہونے سے روکا، (یہ خواب کا ذکر چل رہا ہے) مگر پھر کسی نے کہا کہ یہ گھر کا ہی آدمی ہے اسے اندر جانے دینا چاہئے۔جب ڈیوڑھی میں داخل ہو کر اندر جانے لگا (یعنی باہر کا جو دروازہ تھا اس سے داخل ہو کر اندر جانے لگا) تو وہاں ایک تہ خانہ ہوا کرتا تھا جو ہمارے دادا صاحب مرحوم نے بنایا تھا۔ڈیوڑھی کے ساتھ سیڑھیاں تھیں جو اس تہ خانے میں اترتی تھیں بعد میں یہاں صرف ایندھن (یعنی لکڑی وغیرہ جلانے کے لئے رکھی جاتی تھی) اور پیپے پڑے رہتے تھے۔جب مَیں گھر میں داخل ہونے لگا تو مَیں نے دیکھا کہ پولیس والوں نے وہاں حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو کھڑا کیا ہوا ہے اور آپؑ کے آگے بھی اور پیچھے بھی اوپلوں کا انبار لگا ہوا ہے، (جو جلانے کے لئے استعمال کئے جاتے تھے) صرف آپؑ کی گردن مجھے نظر آ رہی ہے اور مَیں نے دیکھا کہ وہ سپاہی ان اُپلوں پر مٹی کا تیل ڈال کر آگ لگانے کی کوشش کر رہے ہیں۔جب مَیں نے انہیں آگ لگاتے ہوئے دیکھا تو مَیں نے آگے بڑھ کر آگ بجھانے کی کوشش کی۔اتنے میں دو چار سپاہیوں نے مجھے پکڑ لیا۔کسی نے کمر سے اور کسی نے قمیص سے اور مَیں سخت گھبرایا کہ ایسا نہ ہو یہ لوگ اُپلوں کو آگ لگا دیں۔اسی دوران میں اچانک میری نظر اوپر اٹھی اور مَیں نے دیکھا کہ دروازے کے اوپر نہایت موٹے اور خوبصورت حروف میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ''جو خدا کے پیارے بندے ہوتے ہیں ان کو کون جلا سکتا ہے''۔تو (حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ) اگلے جہان میں ہی نہیں یہاں بھی مومنوں کے لئے سلامتی ہوتی ہے اور ہم نے اپنی آنکھوں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ایسے بیسیوں واقعات دیکھے کہ آپؑ کے پاس گو نہ تلوار تھی نہ کوئی اور سامان حفاظت مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت کے سامان کر دیئے۔

(سیر روحانی (3) ۔انوار العلوم جلد 16۔ صفحہ383مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام حقیقۃ الوحی میں اپنے صداقت کے نشانات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''(25) پچیسواں نشان کرم دین جہلمی کے اس مقدمہ فوجداری کی نسبت پیشگوئی ہے جو اس نے جہلم میں مجھ پر دائر کیا تھا۔جس پیشگوئی کے یہ الفاظ خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ۔ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ۔اور دوسرے الہامات بھی تھے جن میں بریت کا وعدہ تھا۔چنانچہ خدا تعالیٰ نے اس مقدمہ سے مجھ کو بری کر دیا''۔

(حقیقۃ الوحی ۔روحانی خزائن جلد 22صفحہ224مطبوعہ لندن)

اس بارے میں مَیں ایک دعا کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں، چند دن پہلے مَیں نے خواب میں دیکھا کہ دشمن کا کوئی منصوبہ ہے، تو مَیں اس کو حملے سے پہلے ہی بھانپ لیتا ہوں اور اس وقت مَیں یہ دعا پڑھ رہا ہوں کہ رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ اور پڑھتے پڑھتے مجھے خیال آتا ہے کہ اپنے سے زیادہ مجھے جماعت کے لئے دعا پڑھنی چاہئے تو اس میں جماعت کو بھی شامل کروں۔تو اس حوالے سے مَیں آپ کو بھی تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ احباب جماعت بھی اپنی دعاؤں میں اس دعا کو بھی ضرور شامل کریں، اللہ تعالیٰ ہر شر سے ہر ایک کو بچائے اور جماعت کی حفاظت فرمائے۔

حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے آپ کو تسلّی دلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے کئی اور الہامات اور رؤیا بھی دکھائے اور بتائے جن کا مختلف جگہوں پر ذکر ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو فرمایا کہ مَیں ہر میدان میں تیرے ساتھ ہوں گا اور ہر ایک مقابلے میں روح القدس سے مَیں تیری مدد کروں گا۔

پھر ایک الہام ہے اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ کہ خبردار رہو کہ بہ تحقیق (یقیناً) جو لوگ مقربان الٰہی ہوتے ہیں ان پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم کرتے ہیں۔

(تذکرہ طبع چہارم۔ صفحہ 75)

پھر حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔خدا نے مجھے وعدہ دے رکھا ہے کہ تجھ سے ہر ایک مقابلہ کرنے والا مغلوب ہوگا۔ (تحفہ ٔ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد17 ۔ صفحہ 181)

پھر آپ ایک جگہ ذکر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا پیارا مجھ سے بہت قریب ہے۔وہ قریب تو ہے مگر مخالفوں کی آنکھوں سے پوشیدہ ہے۔وہ چاہتے ہیں کہ تجھے قتل کر دیں۔اللہ تیری حفاظت کرے گا اور تیری نگہبانی کرے گا۔مَیں تیری حفاظت کرنے والا ہوں۔اللہ تعالیٰ کی عنایت تیری محافظ ہے۔

(تذکرہ صفحہ307-308 ۔ ایڈیشن چہارم ۔مطبوعہ ربوہ)

ایک اور الہام ہے، عربی کی لمبی عبارت ہے (پہلا الہام بھی عربی کی عبارت ہے) ترجمہ اس کا پڑھ دیتا ہوں کہ مخالف لوگ ارادہ کریں گے کہ تا خدا کے نور کو بجھا دیں۔ کہہ خدا اس نور کا آپ حافظ ہے۔عنایت الٰہیہ تیری نگہبان ہے۔ہم نے اتارا ہے اور ہم ہی محافظ ہیں۔خدا خیر الحافظین ہے اور وہ ارحم الراحمین ہے اور تجھ کو اَور اَور چیزوں سے ڈرائیں گے۔یہی پیشوایان کفر ہیں۔مت خوف کر تجھی کو غلبہ ہے۔یعنی حجت اور برہان اور قبولیت اور برکت کے رو سے تُو ہی غالب ہے۔خدا کئی میدانوں میں تیری مدد کرے گا یعنی مناظرات و مجادلات بحث میں تجھ کو غلبہ رہے گا۔ دوسری پھر فرمایا میرا دن حق اور باطل میں فرق بیّن کرے گا۔خدا لکھ چکا ہے کہ غلبہ مجھ کو اور میرے رسولوں کو ہے۔کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال دے۔یہ خدا کے کام ہیں، دین کی سچائی کے لئے حجت ہیں۔مَیں اپنی طرف سے تجھے مدد دوں گا۔مَیں خود تیرا غم دُور کروں گا اور تیرا خدا قادر ہے۔(یہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ ہیں جو الہاماً آپ کو بتائے گئے)۔

(تذکرہ ۔ صفحہ 84۔ایڈیشن چہارم۔ مطبوعہ ربوہ)

پھر نبوت کے بعد کے واقعات ہیں لیکن پہلے بھی کس طرح آپؑ کے خوف کی حالت کو اللہ تعالیٰ امن میں بدلتا رہا۔آپ کا مشہور واقعہ ہے، آپؑ فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضٰی مرحوم کی وفات کا جب وقت قریب آیا اور صرف چند پہر باقی رہ گئے تو خدا تعالیٰ نے ان کی وفات سے مجھے ان الفاظ میں عزا پرسی کے ساتھ خاص خبر دی وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِق یعنی قسم ہے آسمان کی اور قسم ہے اس حادثہ کی جو آفتاب کے غروب کے بعد ظہور میں آئے گا اور چونکہ ان کی زندگی سے بہت سے وجوہ معاش ہمارے وابستہ تھے، اس لئے بشریت کے تقاضہ سے یہ خیال دل میں گزرا کہ ان کی وفات ہمارے لئے بہت سے مصائب کا موجب ہوگی۔کیونکہ وہ رقم کثیر آمدنی کی ضبط ہو جائے گی جو ان کی زندگی سے وابستہ تھی۔اس خیال کے آنے کے ساتھ ہی یہ الہام ہوا اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ یعنی کیا خدا اپنے بندے کو کافی نہیں ہے۔ تب وہ خیال یوں اڑ گیا جیسا کہ روشنی کے نکلنے سے تاریکی اڑ جاتی ہے اور اسی دن غروب آفتاب کے بعد میرے والد صاحب فوت ہو گئے۔جیسا کہ الہام نے ظاہر کیا تھا۔اور جو الہام اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہ ہوا تھا۔ وہ بہت سے لوگوں کو قبل از وقت سنایا گیا جن میں سے لالہ شرمپت مذکور اور لالہ ملاوامل مذکور، کھتریان ساکنان قادیان ہیں اور جو حلفاً بیان کر سکتے ہیں اور پھر مرزا صاحب مرحوم کی وفات کے بعد وہ عبارت الہام ایک نگین پر کھدوائی گئی اور اتفاقاً اسی ملاوامل کو جو کسی کام کے لئے امرتسر جاتا تھا وہ عبارت دی گئی۔(وہ جو انگوٹھی حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے، اس پہ کھدوائی اور بعد میں وہ بھی اب تک چل رہی ہے، خلافت کے حصّہ میں آئی) کہ تا وہ نگین کھدوا کر اور مہر بنوا کر لے آئے۔ چنانچہ وہ حکیم محمد شریف مرحوم امرتسری کی معرفت بنا کر لے آیا جو اب تک میرے پاس موجود ہے۔جو اس جگہ لگائی جاتی ہے اور وہ یہ ہے اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہ۔اب ظاہر ہے کہ اس پیشگوئی میں ایک تو یہی امر ہے کہ جو پورا ہوا یعنی یہ کہ الہام کے ایماء کے موافق میرے والد صاحب کی وفات قبل از غروب آفتاب ہوئی۔ باوجود اس کے کہ وہ بیماری سے صحت پا چکے تھے اور قوی تھے اس کی عبارت میں کچھ آثار موت ظاہر نہ تھے اور کوئی بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ ایک برس تک بھی فوت ہو جائیں گے۔لیکن مطابق منشاء الہام سورج کے ڈوبنے کے بعد انہوں نے انتقال فرمایا۔(صحت تو ایسی اچھی تھی کہ سال تک بھی کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ فوت ہوں گے۔ لیکن سورج ڈوبنے کے وقت تک فوت ہو گئے) اور پھر دوسرا الہام یہ پورا ہوا کہ والد مرحوم و مغفور کی وفات

سے مجھے کچھ دنیوی صدمہ نہیں پہنچا جس کا اندیشہ تھا۔ بلکہ خدائے قدیر نے مجھے اپنے سایۂ عاطفت کے نیچے ایسا لے لیا کہ ایک دنیا کو حیران کیا اور اس قدر میری خبر گیری کی اور اس قدر وہ میرا متوّلی اور متکفل ہو گیا کہ باوجود اس کے کہ میرے والد صاحب مرحوم کے انتقال کو 24 برس آج کی تاریخ تک جو 20/اگست 1899ء اور ربیع الثانی 1317ھ ہے گزر گئے ہر ایک تکلیف اور حاجت سے مجھے محفوظ رکھا اور یہ ظاہر ہے کہ مَیں اپنے والد کے زمانے میں گمنام تھا۔ خدا نے ان کی وفات کے بعد لاکھوں انسانوں میں مجھے عزت کے ساتھ شہرت دی اور مَیں والد صاحب کے زمانے میں اپنے اقتدار اور اختیار سے کوئی مالی قدرت نہیں رکھتا تھا اور خدا تعالیٰ نے ان کے انتقال کے بعد اس سلسلے کی تائید کے لئے اس قدر میری مدد کی اور کر رہا ہے کہ جماعت کے درویشوں اور غریبوں اور مہمانوں اور حق کے طالبوں کی خوراک کے لئے جو ہر ایک طرف سے صدہا بندگان خدا آ رہے ہیں اور نیز تالیف کے کام کے لئے ہزار ہا روپیہ بہم پہنچایا اور ہمیشہ پہنچاتا ہے۔ اس بات کے گواہ اس گاؤں کے تمام مسلمان اور ہندو ہیں جو دو ہزار سے کچھ زیادہ ہوں گے۔

(تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 198-199)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعات بیان کرتے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ بچپن سے ہی حفاظت فرماتا تھا۔ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تیرنا اور سواری (تو) خوب جانتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ بچپن میں تیرتے ہوئے مَیں ڈوبنے بھی لگا تھا تو ایک بڈھے شخص نے مجھے نکالا تھا اور اس شخص کو نہ مَیں نے وہاں اس سے پہلے کبھی دیکھا نہ اس کے بعد کبھی دیکھا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حفاظت کے لئے ایک فرشتہ کی صورت میں اس شخص کو بھیجا تھا۔ نیز فرماتے تھے کہ مَیں ایک دفعہ ایک گھوڑے پر سوار ہوا اس نے شوخی کی اور بے قابو ہو گیا۔ تیز گھوڑا تھا میں نے بہت روکنا چاہا مگر وہ شرارت پر آمادہ تھا، نہ رکا۔ چنانچہ وہ اپنے پورے زور سے ایک درخت یا ایک دیوار کی طرف بھاگا اور پھر اس زور کے ساتھ اس سے ٹکرایا کہ اس کا سر پھٹ گیا اور وہ وہیں مر گیا۔ مگر مجھے اللہ تعالیٰ نے بچا لیا۔ حضرت میاں بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت صاحب بہت نصیحت کیا کرتے تھے کہ سرکش اور شریر گھوڑے پر ہرگز نہیں چڑھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا تو ان سے خاص سلوک تھا، بچا لیا۔ اس کے بعد سے نصیحت کیا کرتے تھے اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اُس گھوڑے کا مجھے مارنے کا ارادہ تھا مگر مَیں ایک طرف گر کر بچ گیا اور وہ مر گیا۔ (ماخوذ از سیرت المہدی۔ حصہ اوّل از حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ۔ روایت نمبر 183۔ صفحہ 198)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ابھی ایک کیس میں ایک ہندوستانی عیسائی کو پھانسی کی سزا ہوئی ہے۔ اس کا جرم یہ تھا کہ اس نے غصے میں آ کر اپنی بیوی کو قتل کر دیا۔ جب مقدمہ ہوا تو مجسٹریٹ کے سامنے اس نے بیان دیتے ہوئے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی تقریریں سن سن کر میرے دل میں احمدیوں کے متعلق یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ ہر مذہب کے دشمن ہیں۔ عیسائیت کے وہ دشمن ہیں، ہندو مذہب کے وہ دشمن ہیں، سکھوں کے وہ دشمن ہیں، مسلمانوں کے وہ دشمن ہیں اور مَیں نے نیت کر لی کہ جماعت احمدیہ کے امام کو قتل کر دوں گا۔ میں اس غرض کے لئے قادیان گیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ پھیروچیچی گئے ہوئے ہیں۔ پھیروچیچی قادیان کے ساتھ ایک گاؤں تھا، بلکہ اب بھی ہے۔ وہ بھی ساری احمدیوں کی آبادی تھی چنانچہ مَیں وہاں چلا گیا۔ پستول مَیں نے فلاں جگہ سے لے لیا تھا اور ارادہ تھا کہ وہاں پہنچ کر ان پر حملہ کر دوں گا۔ چنانچہ پھیروچیچی پہنچ کر مَیں ان سے ملنے کے لئے گیا تو میری نظر ایک شخص پر پڑ گئی جوان کے ساتھ تھا اور وہ بندوق صاف کر رہا تھا۔ حضرت خلیفہ ثانیؓ فرماتے ہیں کہ یحییٰ خان صاحب مرحوم تھے جو میرے ساتھ تھے اور بندوق صاف کر رہے تھے۔ (اب مجرم کہتا ہے) اور مَیں نے سمجھا کہ اس وقت حملہ کرنا ٹھیک نہیں کسی اور وقت حملہ کروں گا۔ پھر مَیں دوسری جگہ چلا گیا اور وہاں سے خیال آیا کہ گھر ہو آؤں۔ جب گھر پہنچا تو بیوی کے متعلق بعض باتیں سن کر برداشت نہ کر سکا اور پستول سے ہلاک کر دیا۔ (مجرم کہہ رہا ہے) یہ ایک اتفاقی حادثہ تھا جو ہو گیا ورنہ میرا ارادہ تو کسی اور کو قتل کرنے کا تھا۔

اب (حضرت خلیفہ ثانی فرماتے ہیں کہ) دیکھو کس طرح ایک شخص کو ایک ایک قدم پر خدا تعالیٰ روکتا اور اس کی تدبیروں کو ناکام بناتا رہا۔ پہلے تو وہ قادیان آتا ہے، مگر مَیں قادیان میں نہیں بلکہ پھیروچیچی ہوں۔ وہ پھر پھیروچیچی پہنچتا ہے تو وہاں بھی مَیں اسے نہیں ملتا اور اگر ملتا ہوں تو ایسی حالت میں کہ میرے ساتھ ایک اور شخص ہوتا ہے جس کے ہاتھ میں اتفاقاً بندوق ہے اور اس کے دل میں خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ اس وقت حملہ کرنا درست نہیں۔ پھر وہ وہاں سے چلا جاتا ہے اور اِدھر اُدھر پھر کر گھر پہنچتا ہے اور بیوی کو مار کر پھانسی پر لٹک جاتا ہے۔ (تو اس طرح اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے)۔

(سیر روحانی (3)۔انوار العلوم جلد 16 صفحہ 384۔ مطبوعہ ربوہ)

ہمارے شروع کے مبلغین میں سے حضرت مولانا شیخ عبدالواحد صاحب کا بھی ایک واقعہ ہے۔ جو فجی میں مبلغ تھے۔ 1968ء میں ان کا فجی کے شہر'با'(Ba) میں احمدیہ مشن کھولنے کا ارادہ ہوا اور مکان خرید لیا گیا۔ وہاں کہتے ہیں کہ ہماری سخت مخالفت شروع ہو گئی اور انہوں نے بڑا زور لگایا کہ احمدیت کی تبلیغ یا اسلام کی تبلیغ کا یہ مشن یہاں کامیاب نہیں ہونے دیں گے اور ابوبکر نامی ایک شخص تھا جوان کا سرغنہ تھا۔ تو اس نے بھی شہر میں اعلان کیا کہ اگر احمدیوں نے یہاں مشن خریدا تو جلا دیں گے۔ کہتے ہیں ہم نے سارے حفاظتی انتظامات کئے۔ پولیس سٹیشن اس جگہ کے ساتھ تھا جہاں ہم نے آخر گھر خرید لیا۔ پولیس کو بھی انتظامات کے لئے کہہ دیا۔ اس نے کہا ہم حفاظت کا انتظام کریں گے لیکن پھر بھی کہتے ہیں کسی نے مشن کے ایک حصے میں رات کو تیل ڈال کر آگ لگا دی اور باوجود ان کے سارے اقدامات کے آگ لگانے والا فوراً بھاگ گیا۔ اس کو پتہ تھا کہ اب یہ آگ بجھ نہیں سکتی لیکن وہ آگ اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی نقصان کے بجھا دی اور جب یہ لوگ واپس آئے اور دیکھا، یا جب ان کو پتہ لگا تو چند ایک لکڑی کے پھٹے جلے ہوئے تھے جن کی مرمت ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو محفوظ رکھا۔ اس وقت کہتے ہیں کہ ہمارے ایک مبلغ مولانا نورالحق صاحب انور نے اس جلے ہوئے کمرے میں جس کا ہلکا سا حصہ جلا تھا بڑے دکھ بھرے انداز میں آہ بھر کر کہا تھا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے دین اسلام کی اشاعت کے اس مرکز کو جلانے کی کوشش کی ہے خدا اس کے اپنے گھر کو آگ لگا کر راکھ کر دے۔ چنانچہ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ مخالفین کا جو سرغنہ تھا ابوبکر کو یا اس کے گھر کو آگ لگ گئی اور باوجود بجھانے کی کوشش کے وہ نہیں بجھی اور سارا گھر اور جو اس کی رہائش تھی سب خاک ہو گیا۔

(ماخوذ۔ روح پرور یادیں۔ از مولانا محمد صدیق امرتسری صاحب۔ صفحہ 94-95)

تو یہ نشانات ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کو اُن کی خاطر دکھاتا ہے اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ صفت مُھَیْمِن کے تحت خوف سے امن دیتا ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ اپنے بندوں کے معاملات پر نگران اور محافظ ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ جو اس کی طرف آئے وہ اسے پناہ دیتا ہے۔ پس ہمیں ہر وقت اس کی پناہ تلاش کرنی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’اس امر کے دلائل بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ انسان اپنی مختصر زندگی میں بلاؤں سے محفوظ رہنے کا کس قدر محتاج ہے۔ (انفرادی طور پر بھی بلاؤں سے محفوظ رہنے کی دعائیں کرنی چاہئیں)۔ فرماتے ہیں کہ’’ اور چاہتا ہے کہ ان بلاؤں اور وباؤں سے محفوظ رہے جو شامت اعمال کی وجہ سے آتی ہیں اور یہ ساری باتیں سچی توبہ سے حاصل ہوتی ہیں‘‘۔ (جو سچی توبہ کرتا ہے، جو کامل ایمان رکھتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ پھر ان باتوں سے محفوظ رکھتا ہے)۔ فرماتے ہیں کہ ’’پس توبہ کے فوائد میں سے ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا حافظ اور نگران ہو جاتا ہے اور ساری بلاؤں کو خدا دور کر دیتا ہے اور ان منصوبوں سے جو دشمن اس کے لئے تیار کرتے ہیں ان سے محفوظ رکھتا ہے اور اس کا یہ فضل اور برکت کسی سے خاص نہیں بلکہ جس قدر بندے ہیں خدا تعالیٰ کے ہی ہیں۔ اس لئے ہر ایک شخص جو اس کی طرف آتا ہے اور اس کے احکام اور اوامر کی پیروی کرتا ہے وہ بھی ویسا ہی ہو گا جیسے پہلا شخص جو توبہ کر چکا۔ وہ ہر ایک سچے توبہ کرنے والے کو بلاؤں سے محفوظ رکھتا ہے اور اس سے محبت کرتا ہے‘‘۔

پس یہ توبہ اور ایمان میں بڑھنا اور ایمان میں کامل ہونے سے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے سے ہر شخص یہ نظارے دیکھ سکتا ہے جو سچے نبی کی پیروی کرنے والا، اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اصل کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم میں سے ہر ایک کو اپنی خاص حفاظت میں رکھے۔

بقیہ: رپورٹ دورہ فرانس از صفحہ نمبر 2

23 ممبران میں سے صرف چار پاکستانی احباب ہیں اور اُنیس (19) کا تعلق دیگر مختلف اقوام سے ہے۔

پانچ چھ سالوں میں آٹھ ممالک Martinique، French Guyana، Haiti، Andora، Monaco، St. Martin، Palau اور Guadeloup میں احمدیت کو قائم کرنے کی توفیق ملی ہے۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی احمدیہ مشن ہاؤس 'بیت السلام' آمد سے قبل فرانس کے دو مشہور ریڈیو سٹیشن France Info اور France Blue کے نمائندے مشن ہاؤس پہنچے اور مسجد کے بارہ میں انٹرویو ریکارڈ کئے۔ اسی طرح فرانس کے ہفتہ وار میگزین "L,Express" نے اپنی 9 تا 15 اکتوبر 2008ء کی اشاعت میں صفحہ 24 پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تصویر کے ساتھ یہ خبر شائع کی:

’’ایک نئی مسجد‘‘

(فرانس میں احمدیوں کی پہلی مسجد۔ اس میں تین صد افراد کی گنجائش ہے جس کا افتتاح Saint Prix (Val-Doise) میں ان کے روحانی رہنما کی موجودگی میں ہو گا۔

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کا تعلق پاکستان سے ہے اور احمدیت ایک امن پسند فرقہ ہے اور سنی اور شیعہ لوگ ان لوگوں کو پسند نہیں کرتے اور دنیا میں ان کی تعداد دس ملین ہے اور اس فرقہ کے افراد پاکستان، بنگلہ دیش اور انڈونیشیا میں Persecution کا شکار ہو رہے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد کے ساتھ ہی کامیابیوں کے دروازے کھل رہے ہیں اور پریس اور میڈیا کی جماعت کی طرف توجہ بڑھ رہی ہے۔ الحمد للہ۔ (باقی آئندہ)

جمھوریه بینن کے شھر پاراکو میں
احمدیہ ہسپتال کا شاندار اور بابرکت افتتاح

(رپورٹ: رانا فاروق احمد۔ امیر جماعت بینن)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ بینن کو پاراکو شہر میں احمدیہ ہسپتال تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دورہ بینن 2004ء کے موقع پر اس ہسپتال کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے Butterfly کی شکل میں ساٹھ (60) بیڈز کے اس ہسپتال کی ایک دیدہ زیب عمارت مکمل ہو چکی ہے۔ اس میں جنرل میڈیسن، میٹرنٹی، چلڈرن وارڈ، آپریشن تھیٹر، الٹراساؤنڈ، ای سی جی، لیبارٹری، آئی سی یو، آؤٹ ڈور اور ایمرجینسی کی سہوالیات میسر ہیں۔ اسی طرح سرجن اور چائلڈ سپیشلسٹ ڈاکٹر کے وزٹ کا بھی انتظام کرلیا گیا ہے۔

اس ہسپتال کے افتتاح کے لئے بینن کی یوم آزادی یعنی یکم اگست کا دن چنا گیا تھا لیکن صدر مملکت اور دیگر وزاراء کی مصروفیات کی وجہ سے 31/جولائی 2008ء کو افتتاح کروایا گیا۔ افتتاح کے لئے شام چھ بجے کے بعد منسٹر آف ہیلتھ Dr. Kessie Tchala Sare تشریف لائے اور آتے ہی پہلے سارے ہسپتال کا وزٹ کیا اور بعض ضروری مشورے دئے۔

تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم میاں قمر احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے کی۔ پھر مکرم صدر صاحب جماعت پاراکو نے تمام حاضرین کو خوش آمدید کہا اور جماعت احمدیہ کی فلاحی اور طبی خدمات کا بھی تعارف کروایا۔ بعدازاں میئر آف پاراکو کے نمائندہ نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت تک کسی بھی ملک میں ترقی نہیں ہوسکتی جب تک خدمت خلق کا عمدہ جذبہ نہ ہو اور ہمارے ملک میں جماعت احمدیہ صحت کے حوالہ سے جو خدمات کر رہی ہے وہ بے مثال ہے۔ اس ہسپتال کی تعمیر کے ساتھ صحت کے شعبہ میں مزید ترقی ہوگی۔ انہوں نے دعائیہ رنگ میں اس احمدیہ ہسپتال کی تعمیر کو بابرکت قرار دیا۔

اس کے بعد منسٹر آف ہیلتھ نے اپنے خطاب میں ممبران جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا جو اتنی دور دراز سے اس ملک کے عوام کی خدمت کے لئے آئے ہیں۔ انہوں نے جماعت احمدیہ کی خدمت خلق کے کاموں کی تعریف کی۔

انہوں نے صدر مملکت کی طرف سے بھی جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا اور مزید کہا کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام شافی بھی ہے اس لئے ہم دعا کرتے ہیں کہ اس کا یہ نام اس ہسپتال کے ذریعہ قائم رہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی شفا جھلکتی نظر آئے۔ آمین

اس تقریب میں 250 سے زائد افراد شامل ہوئے جن میں نارتھ کے بڑے ڈاکٹرز، فارماسسٹس، پاراکو شہر کے ہیلتھ آفیسر، اور دیگر سرکاری افسران شامل تھے۔ جماعتی سطح پر مجلس عاملہ کے 18 رکنی وفد کے ساتھ تمام مبلغین کرام اور ڈاکٹر حضرات بھی شامل ہوئے۔

اس تقریب کو ملک کے دو بڑے ٹیلی ویژن LC2 اور کنال ٹی وی نے دوران ہفتہ چھ مرتبہ پروگرام نشر کیا اور ملکی اخبارات نے بھی کوریج دی۔

قارئین الفضل انٹرنیشنل سے درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ اس ہسپتال کو حقیقی معنوں میں دارالشفا بنادے اور ہمارے ڈاکٹر صاحبان کو بھی معجزانہ دست شفا عطا ہو۔

✡✡✡✡✡

مجلس خدام الاحمدیه یوگنڈا کے
سالانہ نیشنل اجتماع کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: ڈاکٹر موسیٰ سچکوبو۔ نیشنل صدر مجلس خدام الاحمدیہ یوگنڈا)

مجلس خدام الاحمدیہ یوگنڈا کو اپنا نیشنل اجتماع مورخہ 23 اور 24 اگست 2008ء کو بمقام جنجہ (Jinja) منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اجتماع کا باقاعدہ افتتاح مورخہ 23/اگست کو خاکسار صدر مجلس خدام الاحمدیہ یوگنڈا کی صدارت میں ساڑھے بارہ بجے ہوا۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا اس کے بعد خدام کا عہد دہرایا گیا جس کے بعد خاکسار نے خدام کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ اس خطاب کے بعد نماز ظہر وعصر ادا کی گئیں۔ شام چار بجے مسجد سے ملحقہ گراؤنڈ میں ورزشی مقابلہ جات ہوئے جس میں خلافت جوبلی کپ فٹبال کا فائنل میچ کھیلا گیا۔ اس ٹورنامنٹ کے میچز پورا سال جاری رہے۔ بعدازاں فٹبال اجتماع کپ کے ابتدائی میچز کھیلے گئے۔ اور اطفال وخدام کے بعض ایتھلیٹک کے بھی مقابلے ہوئے۔ نماز مغرب وعشاء اور کھانے کے بعد خدام کو ربوہ کی ایک ڈاکومنٹری دکھائی گئی۔ اس کے بعد مجلس سوال وجواب منعقد ہوئی جس میں مبلغین کرام نے خدام کے سوالوں کے جواب دئے۔

دوسرے دن کا آغاز نماز تہجد باجماعت سے ہوا۔ اس کے بعد نماز فجر اور درس القرآن سے خدام نے استفادہ کیا۔ ناشتہ کے بعد باقاعدہ اجلاس شروع ہوا۔

اس سیشن کی صدارت مکرم ہارون میبر و صاحب نائب صدر مجلس نے کی۔ تلاوت ونظم کے بعد خدا کا ترانہ پیش کیا گیا۔ ترانہ کے بعد مکرم شفیق احمد صاحب نے ''خلافت کا مقام اور مرتبہ'' کے موضوع پر اور مکرم حافظ الیاس کساوے صاحب مبلغ سلسلہ نے ''اجتماع کے مقاصد اور خدام کی ذمہ داریاں'' کے موضوعات پر تقاریر کیں۔

ان تقاریر کے بعد مکرم اسرائیل لوٹالیگا صاحب مبلغ سلسلہ نے جلسہ سالانہ یوکے میں شمولیت کے تاثرات بیان کئے۔ تقاریر کے بعد علمی مقابلے ہوئے۔

آخری سیشن کا آغاز مکرم عنایت اللہ صاحب زاہد امیر ومبلغ انچارج یوگنڈا کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد ورزشی اور علمی مقابلہ جات میں نمایاں کارکردگی دکھانے والے اطفال وخدام میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ مکرم امیر صاحب نے سائیکلوں پر آنے والے خدام اور بعض چھوٹی عمر کے بچوں کو غیر معمولی کارکردگی پر خصوصی انعامات دئے۔ جس کے بعد مکرم امیر اصاحب نے خدام کو خلافت کے ساتھ وابستہ رہنے اور وقت مال اور جان کی قربانیاں پیش کرنے کی طرف ترغیب دلائی۔ دعا کے ساتھ اس اجتماع کا اختتام ہوا۔

اس اجتماع میں یوگنڈا کے 8 زونز کی 35 مجالس کے 440 خدام شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ یہ اجتماع ہر لحاظ سے بابرکت کرے۔ آمین

نماز جنازہ حاضر

سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 26/ستمبر 2008ء قبل نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرمہ نگینہ شاہ صاحبہ (بنت مکرم سید ندیم احمد پاشا صاحب۔ ہنسلو)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مرحومہ اپنے میاں مکرم نسیم احمد خان صاحب کے ساتھ چند روز کے لئے دوبئی گئی تھیں کہ اچانک وہاں 21/ستمبر کو وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ کی عمر 30 سال تھی۔ آپ مکرم سید عبداللہ شاہ صاحب کی پوتی تھیں۔ مرحومہ ایک بہت ہی نیک اور مخلص خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک 3 سال کی بیٹی یادگار چھوڑی ہے۔

نماز جنازہ غائب:

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرم نصیر احمد صاحب شاد (مربی سلسلہ۔ فیکٹری ایریا حلقہ سلام ربوہ)

13۔ دسمبر 2007 کو 73 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم پاکستان کی مختلف جماعتوں اور ادارہ جات میں 1968 سے 1999 تک بطور مربی سلسلہ خدمات بجالاتے رہے اور نہایت اخلاص کے ساتھ خدمت کی توفیق پائی۔ سعد اللہ پور ضلع گجرات میں اسیر راہ مولیٰ بھی رہے۔

(2) مکرمہ خدیجہ خطاب صاحبہ (اہلیہ مکرم ناصر عبدالقادر عودہ صاحب مرحوم۔ آف سیریا)

20 ستمبر کو 67 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ بہت مخلص خاتون تھیں۔ انہوں نے اپنی شادی کے بعد اپنے خاوند سے متاثر ہوکر ایک خواب کی بناء پر بیعت کی تھی۔ انہوں نے اپنے خاوند کی وطن کے لئے لمبی خدمات کے دوران ان کی گھر سے مسلسل غیر حاضری اور پھر ان کی وفات کے بعد اپنے چھ بچوں کی بہت اچھے رنگ میں تربیت کی اور ان کے دلوں میں خلافت کی محبت راسخ کی۔ مرحومہ بہت مہمانواز خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ محبت کی وجہ سے تمام احمدیوں اور خاص طور پر مرکزی مہمانوں اور مربیان کے ساتھ بہت احترام اور محبت سے پیش آتی تھیں۔ مرحومہ مکرمہ خلود عودہ صاحبہ (صدر لجنہ اماء اللہ سیریا) کی والدہ تھیں۔

(3) مکرم بابا عبدالرحمان ناصر صاحب (ابن مکرم محمد اسماعیل صاحب۔ سابق کارکن نظارت بیت المال آمد۔ صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

19۔ ستمبر کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ان کو اپنے ساتھ قادیان سے پاکستان لے آئے تھے اور خود ہی آپ نے ان کی پرورش فرمائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ان کی شادی کروائی۔ آپ ایک نیک اور مخلص باوفا انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 6 بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحوم موصی تھے۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

(4) مکرم محمد اجمل ساہی صاحب (ابن مکرم چوہدری محمد افضل صاحب۔ سابق کارکن تحریک جدید ربوہ)

24 جون کو 72 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم ملنسار، سلسلہ کے فدائی اور خلافت سے بے حد محبت رکھنے والے مخلص انسان تھے۔ اپنے محلّہ میں بطور زعیم خدام الاحمدیہ بھی خدمت کی توفیق پائی۔

(5) عزیزم ظہیر الدین بابر صاحب (ابن مکرم چوہدری محمد یوسف صاحب کارکن دارالضیافت ربوہ)

18۔ ستمبر کو نامعلوم افراد کی فائرنگ سے وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کی عمر 19 سال تھی۔ سول انجینئرنگ کے دوسرے سال کے طالب علم تھے اور تحریک وقف نو کے مجاہد تھے۔ انتہائی دھیمی طبیعت کے مالک، پرجوش داعی الی اللہ اور جماعتی کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔

(6) مکرم مرزا لئیق احمد صاحب۔

13۔ ستمبر کو وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم عنایت بی بی صاحبہ (آف قادیان) کے پوتے تھے۔ آپ کو اسیر راہ مولیٰ ہونے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔

(7) مکرم شیخ ظہور الدین اقبال صاحب (آف ٹورانٹو ایسٹ۔ کینیڈا)

25۔ جولائی کو 74 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت ڈاکٹر محمد شفیع صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام (صدر جماعت پنڈی بھٹیاں) کے بیٹے تھے۔ مرحوم نماز باجماعت کے پابند، چندوں میں باقاعدہ اور جماعتی نظام کی پوری اطاعت کرنے والے انتہائی نیک انسان تھے۔

(8) مکرمہ سیدہ مبارکہ صاحبہ (اہلیہ مکرم سید میر حیدر علی صاحب آف کینیڈا)

27۔ جولائی کو 61 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ صوم وصلوۃ کی پابند، نہایت ملنسار اور احمدیت سے بے حد پیار کرنے والی نیک خاتون تھیں۔

(9) مکرمہ نذیراں بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم رشید احمد صاحب کلو سابق کارکن جامعہ احمدیہ ربوہ)

20۔ ستمبر کو جناح ہسپتال لاہور میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ نہایت خدمت گزار، صوم وصلوۃ کی پابند، تہجد گزار اور عزیز واقارب کے ہمہ وقت کام آنے کے لئے مستعد رہتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ ان تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے انہیں جنت الفردوس میں بلند مقامات عطا فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے اور خود اُن کا نگہبان ہو۔ آمین۔

✡✡✡✡✡

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (التوبة:18)

یوگنڈا میں نانینزا کے مقام پر ''مسجد بیت العلیم'' کا بابرکت افتتاح

(رپورٹ:اعجاز احمد نیر۔ مبلغ سلسلہ یوگنڈا)

نانینزا(Nanyunza) ضلع امبالے(Mbale) کا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے اور یہ گاؤں امبالے سے دس کلو میٹر مشرق کی طرف واقع ہے۔ اس جماعت کا قیام 1989ء میں ہوا۔اس جماعت کے پہلے احمدی عبداللہ وامونگا(Abdullah Wamonga) صاحب تھے۔ جماعت میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کرنے کے بعد انہیں بیت العلیم کے لئے ایک پلاٹ عطیہ کرنے کی سعادت بھی ملی جس پر اپنی مدد آپ کے تحت خانہ خدا کی تعمیر کا آغاز کیا گیا۔احباب جماعت کے لئے اس کی تعمیر مشکل تھی جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تعمیر مکمل کروانے کا وعدہ فرمایا جس کی تکمیل کا بھی آج ہی دن تھا۔ بیت العلیم کی لمبائی 30فٹ اور چوڑائی 30فٹ ہے۔اس جماعت کے افراد کی تعداد41 ہے۔

17/اگست 2008ء کو ایک وفد بیت العلیم کے افتتاح کے لئے ساڑھے دس بجے Nanyunza کے لئے روانہ ہوا۔وفد میں مکرم امیر صاحب اور جماعت کے دیگر عہدیداران شامل تھے۔ جب قافلہ مسجد کے قریب پہنچا تو فضا اللہ اکبر اور اسلام احمدیت کے نعروں سے گونج اٹھی۔ استقبال کرنے والوں میں لوکل گورنمنٹ کے نمائندے اور زونل صدر امبالے زون کے علاوہ احمدی اور غیر احمدی افراد شامل تھے۔ چھوٹی سی خوبصورت مسجد دکھائی دے رہی تھی جسے روایتی طور پر پھولوں سے سجایا گیا تھا۔

افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا اس کے بعد لوکل گورنمنٹ کی طرف سے نیک جذبات کا اظہار کیا گیا اور اپنی مکمل حمایت کا یقین دلایا گیا۔مکرم امیر صاحب نے فرمایا کہ خدا کا گھر توحید کے اظہار اور عملی طور پر خدا کے بندے کے لئے ہے۔ یہاں سب لوگ آزادی سے اپنے خدا کی عبادت کرسکتے ہیں مگر سیاسی اور تخریبی کارروائیوں کی کسی کو اجازت نہیں۔

اس کے بعد ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے ادا کی گئیں اور تمام حاضرین کو کھانا پیش کیا گیا۔ اور پھر بعد ازاں تمام حاضرین کی موجودگی میں تختی کی نقاب کشائی کر کے رسمی افتتاح کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس مسجد کو حقیقی عبادت گزاروں سے بھردے اور اس عبادتگاہ کو بنی نوع کے لئے محبت اور پیار کا سرچشمہ بنائے۔ آمین

جماعت احمدیہ گھانا کی پہلی تعلیم القرآن کلاس کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ:حمید احمد ظفر۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ گھانا)

جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سو سالہ خلافت جوبلی کی تقاریب مناتے ہوئے فتوحات کے ایک نئے دور میں داخل ہو رہی ہے۔اسی سلسلہ میں گھانا میں سکولز کی سالانہ رخصتوں کے دوران احمدی بچوں کی تعلیم وتربیت کے لئے نیشنل سطح پر ایک کلاس کا انعقاد کا پروگرام بنایا گیا جس میں بچوں کو قرآن کریم سکھانے کے ساتھ ساتھ بنیادی اسلامی تعلیمات سے روشناس کروایا جائے۔ یہ کلاس شعبہ تعلیم القرآن کے تحت جامعہ احمدیہ گھانا کے زیر اہتمام منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

اس سلسلہ کی پہلی تعلیم القرآن کلاس جامعہ احمدیہ گھانا میں مورخہ 25/جولائی 2008ء کو شروع ہوئی اور مسلسل چھ ہفتوں تک جاری رہنے کے بعد مورخہ 6/ستمبر کو کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔

اس کلاس میں گھانا کے مختلف ریجنز سے35 طلباء شامل ہوئے۔ان کے قیام وطعام اور تدریس کا انتظام جامعہ احمدیہ میں ہی کیا گیا تھا۔مکرم حافظ طیب احمد طاہر صاحب کو اس کلاس کا ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا تھا۔

جامعہ احمدیہ کے اساتذہ نے دوران کلاس طلباء کو یسرنا القرآن، قرآن مجید ناظرہ، حفظ القرآن، حدیث، فقہ اور دینی معلومات کے مضامین پڑھائے۔اس کے علاوہ طلباء کی دلچسپی کو دیکھتے ہوئے کچھ وقت طلباء کے ذہنوں میں اٹھنے والے سوالات کے جوابات دینے کے لئے بھی مختص کیا گیا تھا جس میں اسلام اور عیسائیت کا موازنہ کرتے ہوئے طلباء کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کروایا جاتا رہا۔

تعلیم القرآن کلاس کے طلباء کا شیڈیول جامعہ احمدیہ کے طلباء کے ٹائم ٹیبل کے متوازی ترتیب دیا گیا تھا۔صبح 7:15 بجے باقاعدہ اسمبلی کے ساتھ کلاس کا آغاز ہوتا اور 1:45 بجے اختتام ہوتا رہا۔نماز عصر ادا کرنے کے بعد طلباء کھیل میں حصہ لیتے۔پھر نماز مغرب کے بعد ایک کلاس ہوتی جس میں نماز سادہ اور ترجمہ یاد کروایا جاتا رہا۔نماز عشاء کے بعد دو گھنٹے اسٹڈی ٹائم ہوتا جس میں یہ طلباء کلاس میں پڑھائے گئے اسباق کو دہراتے۔

مورخہ 20/اگست 2008ء کو جامعہ احمدیہ میں خلافت جوبلی کے حوالہ سے خلافت احمدیہ کے موضوع پر ایک سیمینار منعقد ہوا جس سے تعلیم القرآن کلاس کے طلباء کو بھی بھرپور استفادہ کی توفیق ملی۔اس کے علاوہ طلباء خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع منعقدہ 15 تا 17 اگست بمقام بستان احمد اکرا میں شریک ہوئے۔

5/ستمبر کو طلباء کا امتحان لیا گیا اور چھ ستمبر کو اختتامی تقریب ہوئی جس کے مہمان خصوصی مکرم حافظ احمد جبرائیل سعید صاحب نائب امیر ثالث تھے۔تلاوت و نظم کے بعد مکرم حافظ طیب احمد صاحب ناظم اعلیٰ نے کلاس کی رپورٹ پیش کی جس کے بعد مہمان خصوصی نے کلاس کے طلباء کو سندات دیں اور اسی طرح اول دوم اور سوم آنے والے طلباء کو اعزازی اسناد سے نوازا۔ اس کے بعد مہمان خصوصی نے مختصر خطاب فرمایا جس کے بعد دعا کے ساتھ اس تقریب کا اختتام ہوا۔الحمدللہ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کلاس بہت مفید رہی اور احباب جماعت نے اس کلاس کے انعقاد کو بہت سراہا اور مستقل طور پر جاری رکھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔تمام اساتذہ جامعہ احمدیہ نے اس کلاس کو کامیاب بنانے میں بہت تعاون کیا۔ قارئین الفضل کی خدمت میں ان سب کے لئے دعا کی خصوصی درخواست ہے۔

عیسائیت کے مرکز اٹلی میں
جماعت احمدیہ کے مرکز کا بابرکت قیام

(رپورٹ:محمد آصف وڑائچ۔ جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ اٹلی)

10/ستمبر 2008ء کا دن جماعت احمدیہ اٹلی کے لئے ایک تاریخی دن کی حیثیت رکھتا ہے جس دن جماعت احمدیہ اٹلی کے لئے مشن ہاؤس کی خرید کا آخری مرحلہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے خوش اسلوبی سے طے پایا اور اس جگہ کے لئے رجسٹریشن جماعت کے نام ٹرانسفر ہوئی۔

اس جگہ کی رجسٹریشن ''احمدیہ مسلم جماعت'' کے نام پر ہوئی ہے۔اس میں نیشنل صدر صاحب کے علاوہ خاکسار جنرل سیکرٹری، صدر مجلس خدام الاحمدیہ اور سیکرٹری مال کے دستخطوں کے ساتھ ٹرانسفر مکمل ہوئی۔اس موقع پر مکرم مولانا صداقت احمد صاحب مبلغ سلسلہ سوئٹزرلینڈ بھی موجود تھے جو خاص طور پر اس موقع پر شامل ہوئے۔

اس مشن ہاؤس کی خرید کے بعد اس کی چابیاں مبلغ سلسلہ کے حوالے کر دی گئیں۔اس موقع پر فضا نعرہ ہائے تکبیر اور غلام احمد کی جے سے گونج اٹھی اس موقع پر حاضرین میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔

ساڑھے چار بجے عصر کی نماز کے لئے اذان دی گئی جو اس مشن میں پہلی اذان تھی جو مکرم عبدالرشید صاحب نے دی جو گھانا کے رہنے والے ہیں اور اس وقت اٹلی میں قیام پذیر ہیں۔ یاد رہے کہ اٹلی میں گھانین احمدیوں کی تعداد تقریباً ایک سو کے قریب ہے۔

مکرم مولانا صداقت احمد صاحب نے نماز ظہر وعصر پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں مکرم نصیر احمد صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی جبکہ نظم خاکسار آصف وڑائچ نے پڑھی۔

بعدہ مکرم عبدالفاطر ملک صاحب صدر جماعت اٹلی نے اپنی تقریر میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ظاہر ہونے پر تمام جماعت کو مبارکباد دی اور اس پراپرٹی کی خرید میں پیش آنے والی مشکلات کا ذکر کیا اور اس مشن کی خرید کو ایک معجزہ قرار دیا۔ جس کے لئے جس قدر شکر کیا جائے کم ہے۔

دوسری تقریر مکرم آفتاب احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ اٹلی نے کی۔ آپ نے بھی جماعت کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ اب ہماری خاص طور پر خدام کی ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں اور ہمیں زیادہ محنت کی ضرورت ہے۔آپ نے جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اٹلی جماعت کے لئے فرمائے گئے الفاظ کو پیش کیا اور کہا کہ حضور انور نے اٹلی کی جماعت کو واضح پیغام اور حوصلہ دیا ہے کہ ہمیں پہلے سے زیادہ محنت کی ضرورت ہے۔

مکرم آفتاب صاحب نے مختصراً حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی اٹلی میں آمد اور وقتاً فوقتاً بھجوائے جانے والے مبلغین کا بھی ذکر کیا کہ کس طرح یہاں مشن قائم کرنے کی کوشش کی گئی۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا 1985ء کے دورہ اٹلی کا بھی ذکر کیا۔

آخر میں مکرم صداقت احمد صاحب نے ساری جماعت کا شکریہ ادا کیا اور مشن ہاؤس کو آباد رکھنے اور اس کے تقدس کو قائم رکھنے کی ہدایت کی۔نیز جماعت اٹلی کی کوششوں کی بھی تعریف کی جس کی کوششوں کے نتیجہ میں خلافت جوبلی کا بابرکت تحفہ ہمیں ملا ہے۔مکرم صداقت صاحب نے حضور انور کا اٹلی کے بارہ میں خاص دلچسپی کا ذکر بھی کیا کہ اب اٹلی کی جماعت پر بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ خلیفہ وقت کا قرب اور حقیقی توجہ اور دعائیں حاصل کرنے کے لئے بڑھ چڑھ کر قربانی کریں۔آخر میں مکرم صداقت احمد صاحب نے دعا کروائی۔

اس اجلاس کی حاضری پچاس سے زائد تھی۔

اس اجلاس کے بعد نیشنل مجلس عاملہ کا اجلاس ہوا جس میں پانچ وقت نماز کی ادائیگی اور مشن ہاؤس کی دیکھ بھال وغیرہ جیسے امور پر فیصلے کئے گئے۔

قارئین الفضل انٹرنیشنل کی خدمت میں درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ اس مشن کی خرید تمام جماعت احمدیہ عالمگیر اور خاص طور پر جماعت اٹلی کے لئے بابرکت فرمائے۔

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street

London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

بقیہ:رپورٹ دورہ جرمنی از صفحہ نمبر 16

اس لالچ کو اور بھی زیادہ بھڑکا دیا ہے کہ زیادہ سے زیادہ آسانیاں حاصل کی جائیں اور دولت کمائی جائے اور ان ایجادات سے فائدہ اٹھایا جائے، ان سہولتوں سے فائدہ اٹھایا جائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جیسا کہ مَیں نے کہا اکثر لوگ اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے اپنے اصل مقصد کو بھول جاتے ہیں۔لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو اس مقصد کو یاد رکھنے والے ہیں۔جماعت احمدیہ کے اکثر مرد و خواتین ان مغربی ممالک میں اس لئے آئے ہیں اور آنے کی کوشش کرتے ہیں۔ خاص طور پر پاکستان سے آنے والے کہ ان کے ملک میں ان کے لئے حالات مشکل بنا دیئے گئے۔ قدم قدم پر مخالفت ہے اور خوف ہے۔بعض جگہ کاروباری لوگ مخالفت کی وجہ سے پریشان ہیں۔بعض جگہ ملازمت پیشہ لوگ جماعتی مخالفت کی وجہ سے متاثر ہو رہے ہیں۔بعض جگہ بچے سکول جانے کی وجہ سے خوفزدہ ہیں،ان میں چھوٹی کلاسوں کے بچے بھی شامل ہیں اور بڑی کلاسوں کے بچے بھی شامل ہیں حتّٰی کہ گزشتہ دنوں پاکستان میں ایک میڈیکل کالج کے بچوں کو بھی بڑی ذہنی اذیت دی گئی اور ذہنی اذیت کا نشانہ بنایا گیا اور پھر الزام لگا کر کالج سے نکال دیا گیا۔تحقیق پر غلط الزام ثابت ہوا۔ بہرحال یہ ایک علیحدہ چیز ہے لیکن کہنے کا مقصد یہ ہے کہ پاکستان سے آنے والے احمدی جو مغربی ممالک میں آتے ہیں وہ اس وجہ سے آتے ہیں کہ اپنے ملک میں ان کو بعض قسم کی اذیتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ گویا کہ دین کی خاطر ان کو جو تکلیف دی جارہی ہے ان کی یہ ہجرت بھی دین کی خاطر ہے تو احمدی یہاں جو مغربی ممالک میں آئے ہیں ان کی اکثریت مذہبی دہشت گردی سے متاثر ہو کر ملک سے ہجرت کرنے پر مجبور ہوتی ہے اور جرمنی میں رہنے والے اکثر تو وہ لوگ ہیں جو جماعت کی بنیاد پر اسائیلم لینے میں کامیاب ہوئے ہیں اور گزشتہ تیس پینتیس سال سے یہاں مختلف وقتوں میں لوگ آتے رہے ہیں اور اب تک آرہے ہیں جو یہاں لمبے عرصے سے رہ رہے ہیں۔ وہ یہاں کے ماحول کا حصہ بن چکے ہیں۔ کچھ یہاں جو نئی نسلیں پیدا ہوئی ہیں پاکستانیوں کی وہ اس ماحول کا حصہ بن چکی ہیں۔ ان میں نوجوان لڑکیاں بھی شامل ہیں۔نوجوان لڑکے بھی شامل ہیں۔ یہاں کا رہن سہن، یہاں کا اٹھنا بیٹھنا بعض کی زندگیوں کا حصہ بن گیا ہے۔ یہ بڑی اچھی بات ہے کہ کسی بھی ملک میں یا قوم میں جائیں تو اس میں سموئے جا کر ہی ایک ملک کے شہری ہونے کا کردار صحیح طور پر ادا ہوسکتا ہے لیکن ایک بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ ملک کے شہری کی حیثیت سے اپنے فرائض ادا کرنا، ملک کی بہتری کے لئے اپنی تمام تر استعدادوں کو استعمال کرنا، جس ملک میں گئے ہیں وہاں کی زبان سیکھنا بہت ضروری اور قابل تعریف اور قابل ستائش ہے۔لیکن ایک احمدی کو اپنی مذہبی روایات کا پاس رکھنا بھی انتہائی ضروری ہے مغربی ممالک میں آزادی کے نام پر جو اخلاقی قدروں کی پامالی ہو رہی ہے اس کا ملک کی ترقی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اب کوئی بتائے کہ کلبوں میں جا کر مرد اور عورت کا ناچنا اور پھر نیم عریاں ہو کر تمام دنیا کے سامنے بے حیاؤں کی طرح ناچنا کس طرح ملک کی ترقی میں کوئی کردار ادا کر رہا ہے۔شراب خانوں میں شراب پینا اور بدمست ہو کر بیہودہ حرکتیں کرنا یا نشے میں سڑکوں میں نالیوں پر گرے پڑے ہونا یہ کون سی ملک اور قوم کی خدمت ہے اور پھر آزادی کے نام پر بیشمار نئی نئی باتیں عجیب عجیب قسم کی حرکتیں ان ملکوں میں رائج ہو رہی ہیں یہ سب چیزیں انسان کو خدا سے دور لے جانے والی باتیں ہیں اور ملک کی ترقی کے بجائے ملک کو نقصان پہنچانے والی ہیں جس کا ابھی تو ان قوموں کو احساس نہیں ہو رہا لیکن ایک وقت آئے گا جب ان کو احساس ہوگا کہ شخصی آزادی کے نام پر جو اخلاق سوز حرکات ان میں ہو رہی ہیں یہ ان کے لئے من حیث القوم بھی اور انفرادی طور پر بھی نقصان دہ ثابت ہوں گی جس کا احساس بعض لوگوں کو ہونا بھی شروع ہو گیا ہے اور سکون کی تلاش میں جو حقیقی سکون ہے اس کے لئے یہ لوگ پھر مذہب کی طرف رجوع کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ بہت سے مقامی لوگ ان مغربی ممالک میں احمدیت سے متعارف ہوتے ہیں اور احمدیت قبول کرتے ہیں اور اس نام نہاد آزادی سے بچ رہے ہیں اور دور ہٹ رہے ہیں ان میں پڑھے لکھے مرد و خواتین بھی ہیں اور یہاں تو عموماً اکثریت پڑھے لکھوں کی ہے وہ جانتے ہیں کہ ہماری بقا اس آزادی میں نہیں ہے جو ظاہری آزادی ہے بلکہ ہماری بقا اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے میں ہے اور اس آزادی میں ہے جس کی تعریف مذہب نے کی ہے۔کئی ایک نے میرے سامنے اس بات کا اظہار بھی کیا ہے تو اگر کوئی یہاں یہ سمجھتا ہے کہ یہ لوگ بڑے آزاد ہیں اور ہمیں بھی آزاد ہونا چاہئے تو اس کو بھی اپنی اصلاح کر لینی چاہئے کیونکہ یہ آزادی ان لوگوں کو بھی ایک وقت میں تباہی کی طرف لے جانے والی ہوگی اگر گہرائی میں جا کر دیکھیں تو اصل میں جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا اس آزادی نے ان لوگوں میں بے چینی پیدا کر دی ہے اخلاقی گراوٹ کی بھی انتہا ہو رہی ہے بلکہ بعض معاملات میں اخلاق کے معیار ہی بدل گئے ہیں جسم کے ننگ اور پبلک جگہ پر اپنے بعض جذبات کا اظہار اسے شخصی آزادی سمجھا جاتا ہے جبکہ درحقیقت یہ اخلاقی گراوٹیں ہیں اور خدا سے دُور لے جانے والی چیزیں ہیں جو کہ کوئی بھی سعید فطرت برداشت نہیں کر سکتا۔

پس ان ملکوں میں رہتے ہوئے ان باتوں سے بچنا ایک احمدی کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کیونکہ جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا آپ یہاں آئے ہیں مذہبی دہشت گردی کا شکار ہونے کی وجہ سے۔آپ کو یہاں کی حکومتوں نے پناہ دی ہے آپ کی مذہبی آزادی سلب ہونے کی وجہ سے۔پس یہ ذمہ داری ہے آپ لوگوں کی کہ اس کا احساس دل میں پیدا کریں کہ ہر چیز یہاں کی آزادی کو اپنانا یا ہر بات کو اپنانا ضروری نہیں ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ نہ صرف ان چیزوں سے اپنے دین کی حفاظت کے لئے بچنا ضروری ہے بلکہ احمدیت اور اسلام کے پیغام کو ان لوگوں تک پہنچانے کے لئے بھی ضروری ہے کہ ان تمام اخلاقی برائیوں اور دنیا کی ہوا و ہوس سے اگر نہ بچیں گے تو اپنا دین بھی خراب کریں گے اور اپنے مقصد کو بھی ضائع کریں گے۔ جب ان سے بچیں گے تو تبھی خدا تعالیٰ کی مدد شامل حال ہوگی اور تبھی وہ فرق ظاہر کر سکیں گے جو ایک خدا کے عابد بندے اور ایک دنیادار میں ہوتا ہے۔تبھی ہم ان قوموں کو ان کی پیدائش کی غرض سے آگاہ کر سکیں گے اور تبھی ہم انہیں خدا کے قریب لانے والے بن سکیں گے۔ پس ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ ظاہری دنیاوی آزادیاں، آزادیاں نہیں نہ ہی ان سے اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔اطمینان قلب کے لئے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ضروری ہے نہ کہ دنیاوی ہوا و ہوس میں ڈوب جانا۔اس بارے میں خدا تعالیٰ نے بڑے واضح طور پر فرمایا ہے کہ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (سورۃ الرعد: آیت 29) پس جان لو کہ اللہ کی یاد سے ہی دل اطمینان پاتے ہیں۔پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن کریم کا صرف دعویٰ نہیں ہے بلکہ حقیقی اطمینان ہے ہی خدا تعالیٰ کے ذکر میں۔ اگر کوئی سمجھتا ہے کہ تفریح کے لئے آزادی ہونی چاہئے یہ کیا کہ ہر وقت سنجیدہ ماحول میں رہے اور ہر وقت سنجیدگی طاری رہے ماحول پر اور انسان بالکل خشک بن جائے تو ایک احمدی کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ بیشک تفریح ہو۔ بڑی ضروری چیز ہے تفریح بھی لیکن حدود کے اندر رہتے ہوئے جو تفریح جو کھیل جو خوشی اللہ تعالیٰ کی یاد کو بھلا دے وہ حقیقی خوشی نہیں ہے وہ کبھی اطمینان قلب کا باعث نہیں بن سکتی وہ اس نمکین پانی کی طرح ہے جو حلق سے اتر کر پیاس بجھانے کے بجائے حلق کو خشک کر کے اور پیاس کو بھڑکاتا ہے اور اگر انسان بے عقلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس پانی کو پیتا چلا جائے تو یہی پانی اسے موت کی وادی میں لے جاتا ہے جبکہ یہ پانی ہی ہے جو زندگی اور نمو کا ذریعہ بنتا ہے۔ یہ پانی ہی ہے جو جب بارش کی شکل میں اترتا ہے تو زمینوں کو سرسبز و شاداب کر دیتا ہے۔ یہ پانی ہی ہے جو انسان کے لئے بلکہ ہر جانور کے لئے خوراک پیدا کرنے کا ذریعہ بنتا ہے یہ پانی ہی ہے جو ہر جاندار کو نئی زندگی عطا کرتا ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ دنیاوی ہوا و ہوس کے پانی کو زندگی کی بحالی کا ذریعہ نہ سمجھیں بلکہ اطمینان قلب کے لئے اپنی روحانی زندگی کے لئے اپنی بقا کے لئے روحانی پانی کی ضرورت ہے ہر ایک کو۔اور روحانی پانی اترتا ہے خدا تعالیٰ کے قرب حاصل کرنے سے۔پس یہاں رہنے والے یہ نہ سمجھیں کہ مغرب کی آزادی سکون قلب کا ذریعہ ہے۔اس میں سوائے بے چینی کے اور کچھ نہیں۔ یہاں رہنے والی بعض عورتیں اور بچیاں خیال کرتی ہیں اسی طرح نوجوان لڑکے اور مرد بھی کہ ہمارے پر جماعتی طور پر جو بعض پابندیاں عائد ہوتی ہیں اس سے ہماری آزادی سلب ہو رہی ہے۔ جبکہ اگر وہ گہرائی میں جا کر دیکھیں تو احساس ہو کہ آزادی سلب نہیں ہو رہی بلکہ حقیقی آزادی کے معیار قائم ہو رہے ہیں۔ جو بعض اِکّا دُکّا نوجوان لڑکے لڑکیاں اس ماحول سے متاثر ہوتے ہیں اور آزادی کے حصول کے لئے بعض دفعہ ماں باپ کے گھروں سے بھی چلے جاتے ہیں آخر کسی نہ کسی وقت انہیں یہ احساس ہوتا ہے کہ ہم نے غلطی کی آزادی کے نام پر ہم نے اپنے آپ کو آگ کے گڑھے میں دھکیل دیا ہے پھر ندامت اور شرم کے احساس سے جماعت سے دوبارہ رجوع کرتے ہیں۔

پس ہمیشہ ایک مومنہ اور ایک مومن کو کسی بھی چیز کے اختیار کرنے سے پہلے گہرائی میں جا کر اس کے نفع و نقصان کو دیکھنا چاہئے اور صرف دنیاوی نفع و نقصان نہیں بلکہ دینی اور روحانی نفع دیکھیں کیا ہے اپنی زندگی کے مقصد کو ہمیشہ سامنے رکھیں۔جیسا کہ مَیں نے شروع میں ذکر کیا تھا کہ ٹی وی چینلز اور دوسرے میڈیا کا بے جا استعمال جو ہے وہ خرابی پیدا کرتا ہے اس کا استعمال صرف اس حد تک کریں جو آپ کے علمی معیار کو بڑھانے والا ہو یا ہلکی پھلکی تفریح کے لئے ہو اسی طرح ان ملکوں میں رہتے ہوئے خاص طور پر نوجوان لڑکیاں اور لڑکے اس حد تک فیشن کو نہ اپنائیں جو حیا کی حدود کو توڑتا ہو۔ وہی فیشن اپنائیں جو حیا کی حدود کے اندر ہو۔ خاص طور پر لڑکیاں ایسے فیشن کریں جو حیا کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے ہوں جو ان کو دوسروں سے ممتاز کرتا ہو ان میں اور دوسروں میں فرق نظر آتا ہو۔بعض لڑکیاں کہہ دیتی ہیں کہ ہم نے سر ڈھانک لیا ہے اور یہ کافی ہے لیکن سر اس طرح نہیں ڈھانکا ہوتا جس طرح اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے۔ بال صاف نظر آرہے ہوتے ہیں آدھا سر ڈھکا ہوتا ہے آدھا ننگا ہوتا ہے گریبان تک نظر آرہا ہوتا ہے کوٹ اگر پہنا ہوا ہے تو کہنیوں تک بازو ننگے ہوتے ہیں۔گھٹنوں سے اوپر کوٹ ہوتے ہیں تو یہ نہ ہی ایک احمدی لڑکی اور عورت کی حیا ہے اور نہ ہی یہ ایک احمدی عورت کی آزادی کی حد ہے بلکہ اس ذریعہ سے اس طرح کی حرکتیں کر کے اپنی حیا پر الزام لا رہی ہوتی ہیں اور بحیثیت احمدی اپنی آزادی کی حدود کو بھی توڑ رہی ہوتی ہیں۔ پس ہمیشہ ایک احمدی عورت کو جس کا ایک تقدس ہے یاد رکھنا چاہئے کہ آپ کی حدود کا ایک دائرہ ہے اس حدود کے دائرے سے تجاوز کرنا آپ کے تقدس کو مجروح کرتا ہے۔اگر یہاں تعلیم پا کر روشن خیالی کے نام پر آپ انٹرنیٹ پر اور email کے ذریعے یہ ساری چیزیں دیکھنی ہیں اور اپنی آزادی کی خود حدود مقرر کرتی ہیں، لڑکوں سے رابطے کرتی ہیں تو اپنے تقدس کو مجروح کر رہی ہیں۔ یہ تعلیم جو اس طرح کی آزادی کے خیالات ایک احمدی بچی کے دل میں پیدا کرے نعمت نہیں ہے بلکہ لعنت ہے کیونکہ مَیں نے دیکھا ہے کہ آزادی کے نام پر جن لڑکیوں نے اس طرح تعلقات پیدا کئے پھر دوستیاں کیں انہوں نے اپنے گھر بھی برباد کئے اور دوسری عورتوں کے گھر بھی برباد کئے اور اپنے خاندان کے لئے بھی بدنامی کا باعث بنیں اس طرح سے اس تعلیم نے اپنے معاشرے میں اس لڑکی کے مقام کو بڑھانے کے بجائے گھٹانے کا کام کیا۔ ایسی تعلیم پھر نعمت نہیں رہتی یا ایسی آزادی پھر نعمت نہیں رہتی بلکہ لعنت بن جاتی ہے۔مگر مغربی معاشرے میں غیر از جماعت معاشرے میں بیشک یہ دوستیاں معمولی بات ہوں گی لیکن احمدی معاشرے میں عزیز رشتے داروں اور ماں باپ کے لئے شرمندگی کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔پس ہمیشہ ایک احمدی لڑکی ایک احمدی عورت کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس کا ایک تقدس ہے اس کا ایک مقام ہے جس کو قائم رکھنا ہر دوسری خواہش سے زیادہ ضروری ہے۔اپنی عزت کی حفاظت اور اپنے خاندان کی عزت کی حفاظت ایک احمدی عورت اور لڑکی کے لئے سب سے زیادہ اہم چیز ہے اور ہونی چاہئے۔ایک احمدی عورت اور بچی کی عصمت کی قیمت ہزاروں لاکھوں جواہرات سے زیادہ قیمتی ہے۔پس اس کی حفاظت کرنا اور اس کی حفاظت کے طریق جاننا ہر احمدی عورت اور لڑکی کے لئے انتہائی ضروری چیز ہے بلکہ فرض ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ ایک احمدی لڑکی ایک احمدی عورت نے اپنی حیا کی حفاظت کرنی ہے اپنی عصمت کی حفاظت کرنی ہے۔اپنے تقدس کو قائم رکھنا ہے اور یہ پاکستانی کلچر نہیں ہے بلکہ اسلام کی تعلیم ہے اس لئے چاہے وہ جرمن قوم سے تعلق رکھنے والی عورت ہو، احمدی عورت ہے یا کسی بھی دوسرے یورپین ملک سے تعلق رکھنے والی احمدی عورت ہے یا پاکستان یا ایشیا سے تعلق رکھنے والی عورت ہے یا افریقہ سے تعلق رکھنے والی احمدی عورت ہے ایک بات اس میں ہر عورت میں قدر مشترک ہونی چاہئے کہ اس نے تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنی زندگی گزارنی ہے اور اپنی حیا اور عصمت کی حفاظت کرنی ہے تبھی وہ حقیقی احمدی عورت کہلا سکتی ہے اور پاکستان سے آئی ہوئی لڑکیوں اور عورتوں کو خاص طور پر اپنے آپ کو نمونہ بنانا چاہئے۔

مجھے کئی شکایات آتی ہیں جب دوستیوں میں اور براہ راست لڑکوں سے تعلقات میں اس قدر آگے چلی جاتی ہیں بعض لڑکیاں چاہے وہ چند ایک ہی ہوں کہ بعض شادی شدہ عورتوں کے گھروں کو برباد کر دیتی ہیں اور اگر پوچھو تو کہہ دیتی ہیں کہ اس میں کیا حرج ہے اسلام میں اجازت ہے ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کی۔اسلام میں اگر اجازت ہے تو یہ مرد کو اجازت ہے اپنی ضروریات جو ضروریات ہیں جو شرائط ہیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے ان شرائط کے ساتھ اجازت ہے نہ کہ بلاوجہ غلط تعلقات کی وجہ سے اور اس کے لئے پھر جائز طریقے جو ہیں اپنانے

چاہئیں نہ کہ غلط طریقے سے۔ پس ایک احمدی عورت کو، ایک احمدی لڑکی کو اپنی حدود کی حفاظت کرنی چاہئے۔ یہاں جرمنی میں جرمن قوم میں سے بعض جو شامل ہونے والی لڑکیاں ہیں اپنی حیا کے زیادہ اچھے نمونے دکھاتی ہیں۔ کئی نوجوان لڑکیاں ہیں جو شادی کے قابل ہیں مجھے لکھتی ہیں یا جماعت کو کہتی ہیں کہ ہماری شادی کے انتظامات کریں اور یہی صحیح طریق ہے۔ پھر اخلاص اور نیکی میں ترقی کرنے والی ہیں باوجود اس کے کہ ان کی اٹھان اور پرورش ایسے ماحول میں ہوئی ہے جہاں آزادی ہے اور کوئی روک ٹوک بھی نہیں ان کے گھروں میں لیکن جب احمدیت میں شامل ہوئیں تو یکسر اپنے آپ کو بدل لیا یا بدلنے کی بہت زیادہ کوشش کررہی ہیں۔ پس پاکستان سے آنے والی بھی ہمیشہ یہ بات سامنے رکھیں کہ اگر یہ نام نہاد آزادی زندگی کے لئے اتنی ہی ضروری ہے کہ اس کے بغیر گزارہ نہیں ہوسکتا تو پھر اس جرمن قوم کی لڑکیوں کو اور عورتوں کو احمدی ہونے کی کیا ضرورت ہے جبکہ وہ سمجھتی ہیں کہ جماعت میں آکر یا جماعت میں شامل ہونے کے بعد ان کو بعض پابندیوں سے گزرنا پڑے گا۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ اگر ان سے پوچھیں تو یقیناً یہ جواب ہوگا کہ آزادی یہ آزادی جو مغرب کی آزادی ہے اس میں سوائے بے سکونی کے اور کچھ نہیں ہے پس ہم ترجیح دیتے ہیں ان پابندیوں کو جو خداتعالیٰ کے قریب کرنے والی ہیں اور جن سے دل کو سکون ملے۔ پس اللہ تعالیٰ نے جو ایک حقیقی مومنہ سے توقعات رکھی ہیں اور حقیقی مومنہ بننے کے لئے جو احکامات دیئے ہیں جو حقیقی مومنہ کی خصوصیات رکھی ہیں ہمیں بتائی ہیں ان کو اختیار کرنے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے ہر احمدی عورت کو۔ وہ خصوصیات کیا ہیں۔ ان کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ فرمایا کہ:

ہمیشہ تقویٰ پر چلنے والی عورتیں جو ہیں وہی مسلمات ہیں یعنی اسلام پر کامل یقین رکھتی ہیں دین حق کو حقیقی نجات کا مذہب سمجھتی ہیں اور اس کو حقیقی نجات کا مذہب سمجھتے ہوئے اختیار کرتی ہیں پھر دین حق لانے کے بعد ایمان میں ترقی کی طرف قدم بڑھاتی ہیں اور یہ ایمان میں ترقی انہیں دنیا کے لالچوں اور دلچسپیوں سے دور کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لئے انہیں گہرا فہم اور ادراک عطا کرتی ہیں علمی طور پر بھی اور روحانی طور پر بھی اللہ تعالیٰ اس کے رسول، اس کی کتاب اور تمام ارکان ایمان پر ایمان میں ترقی کی طرف قدم بڑھتے ہیں۔ پھر ایک نشانی ہے کہ جب ایمان میں ترقی ہوتی ہے تو قانتات بنتی ہیں یعنی مکمل طور پر خداتعالیٰ کی فرمانبرداری میں آجاتی ہیں اور خداتعالیٰ کے تمام احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے یہ فرمانبرداری کے عمل ہمیشہ ان سے سرزد ہوتے رہتے ہیں اور پھر جب فرمانبرداری کے معیار حاصل ہوتے ہیں تو صادق بننے کی طرف قدم اٹھتے ہیں اور صادق کون ہیں یا صادقات کون ہیں؟ وہ جو ہر قسم کے جھوٹ فریب دھوکے سے پاک ہو اور ہر قسم کی منافقت سے پاک ہو جو کہہ رہی ہو منہ سے وہی اس کے دل میں ہو یہ نہیں کہ دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے اپنے بدلے لینے کے لئے جماعت میں دوسرے کے بارے میں غلط شکایات بھیج دیں یا ایک دوسری جگہ مجالس میں بیٹھ کر ایک دوسرے کے بارے میں غلط باتیں کررہی ہوں اور سامنے جاکر کہیں کہ مَیں نے تو نہیں کیں۔ اور وہ بھی صادقات میں شمار ہوتی ہیں جو دنیاوی چیزوں سے زیادہ خدا اور رسول سے محبت کرنے والی ہوں۔ جب زمانے کے امام کو اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر مانا ہے تو پھر خالص ہوکر ان کی اطاعت کا جُوا اپنی گردن پر ڈالنے والی ہوں۔ جب خلیفۂ وقت سے کامل فرمانبرداری اور اطاعت درمعروف کا عہد کیا ہے یعنی ہر معروف فیصلے کو ماننے کا عہد کیا ہے تو پھر اس کو نبھانے والی ہوں اور جب احمدی عورت اس طرح صدق پر قائم ہو جائے تو ان کی آئندہ نسلیں بھی صدق پر قائم ہونے والی ہوں گی ان کی گودوں سے صادقین اور صادقات پل کر نکلیں گے جو احمدیت کی تعلیم کا وہ نمونہ دکھانے والے ہوں گے جس سے صرف اور صرف حق اور صداقت کی خوشبو آئے گی اور حق اور صداقت کی خوشبو ایسی خوشبو اور دائمی خوشبو ہے جس کے سامنے ہر قسم کے جھوٹ لغویات بیہودگی اور منافقت کی بدبودار ہوائیں ٹھہر نہیں سکتیں بلکہ غائب ہوجاتی ہیں یہ ایک ایسی خوشبو ہے جو فضا کو ہمیشہ معطر رکھتی ہے یہ ایک ایسی خوشبو ہے جس کے بکھیرنے والے محبت امن اور سلامتی کی مثالیں قائم کرنے والے بن جاتے ہیں پس جب ایک عورت صادقات میں شامل ہوتی ہے تو صادقین اور صادقات کے خوشبودار پودے لگاتی چلی جاتی ہیں۔ دنیا کے امن اور سلامتی اور پیار اور محبت کی ضمانت بن جاتی ہیں۔ پس اپنے اس مقام کو پہچانیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تم اپنے عہد کو سچا کرتے ہوئے صادقات میں شامل ہوجاؤ تو پھر اگلا قدم صابرات کا ہے۔ یعنی پھر یہ سچائی تمہاری زندگی کا مستقل حصہ بن جائے۔ دنیا کی لغویات دنیا کی بیہودگیاں، دنیاداروں کی تصنع اور منافقت سے پُر باتیں شیطان کے حملے تمہارے پائے استقامت میں لغزش نہ آنے دیں بلکہ صبر اور مستقل مزاجی سے تم صداقت پر ہمیشہ قائم رہو۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تقویٰ پر چلنے والوں کی خصوصیت خشوع ہے اس لئے جہاں مردوں کو اس کا حکم ہے عورتوں کو بھی حکم ہے۔ خاشعات بن کر رہو یعنی کامل اور مکمل عاجزی دکھانے والی بنو۔ ایمان میں بڑھنے والی اور اللہ تعالیٰ کا خوف اور اللہ تعالیٰ کی یاد دل میں رکھنے والی بنو اور صبر کے ساتھ چلنے والی اس وقت بنیں گی جب خاشعات بھی ہوں گی۔ جب اپنے مزاجوں میں عاجزی پیدا کریں گی جب اللہ کا خوف دل میں ہوگا۔ اپنے پر اللہ تعالیٰ کے انعاموں کا اظہار اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھتے ہوئے کریں گی نہ کہ اپنی بڑائی جتانے کے لئے۔ اللہ تعالیٰ نے اگر پیسے کی فراوانی دی ہے دولت کی فراوانی دی ہے یا حالات بہتر کئے ہیں تو اس سے اور زیادہ عاجزی پیدا ہونی چاہئے تو اس دولت کو خداتعالیٰ کے دین کی خاطر پیش کریں لیکن یہ کبھی دل میں خیال نہ آئے کہ مَیں نے مسجد کے لئے اتنا چندہ دے کر یا فلاں نیک کام کرکے کسی پر یا جماعت پر احسان کیا ہے۔ پھر لوگوں میں بیٹھ کر اس کا پرچار بھی کبھی نہیں ہونا چاہئے۔ اس کا ذکر بھی کبھی نہیں ہونا چاہئے۔ حدیث میں آتا ہے کہ بعض صدقات اس طرح دو کہ ایک ہاتھ سے دو تو دوسرے ہاتھ کو خبر نہ ہو۔ عاجزی کے اظہار کی ایک یہ بھی قسم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اگر فرمانبردار اولاد دی ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہوئے اس کو ہمیشہ نیکیوں کی طرف توجہ دلاتی رہیں نہ کہ اس کو اپنی بڑائی کا ذریعہ بنالیں۔

بعض عورتیں دیکھی ہیں، شکایات آجاتی ہیں بعض دفعہ کہ اولاد کی فرمانبرداری بھی ان میں تکبر پیدا کردیتی ہے۔ مثلاً کئی دفعہ ایسی باتیں بھی آجاتی ہیں سامنے کہ اس بات پر تکبر ہے کہ میرا بیٹا میرا بہت زیادہ فرمانبردار ہے۔ اگر مَیں اسے کہوں کہ جاؤ اور اپنی بیوی کو دو چار چپیڑیں مار آؤ تو فوراً ماردے گا اور کئی عورتیں ایسا کرتی ہیں۔ حیرت ہوتی ہے، بعض احمدی گھروں میں ایسی باتیں سن کر کہ مائیں اپنے بیٹوں کے ذریعے ناجائز طور پر اپنی بہوؤں کی پٹائی کروارہی ہوتی ہیں۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے انعام کی بے قدری ہے اس طرح کی حرکتیں۔ ایسی عورتیں سب طاقتوں کا سرچشمہ خداتعالیٰ کی ذات کو نہیں سمجھتیں بلکہ اپنے آپ کو سمجھتی ہیں اور یہ تقویٰ سے دور لے جانے والی باتیں ہیں ایسے بے قدروں سے پھر اللہ تعالیٰ انعام چھین بھی لیا کرتا ہے پس اللہ تعالیٰ کا خوف اور عاجزی ایک حقیقی مومن کی نشانی ہے پھر اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے وہ ہیں جو متصدق ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس طرح مرد کے لئے متصدق ہونا ضروری ہے عورت کے لئے متصدقات میں شامل ہونا ضروری ہے یعنی اپنے پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو اپنے سے کمزوروں پر استعمال کرنا جو آپ پر اللہ تعالیٰ کے فضل ہیں انہیں اپنے کمزوروں کے لئے استعمال کرنا۔ اگر بہتر حالات ہیں تو دوسروں کو اس سے فائدہ پہنچانا۔ اگر کوئی علم ہے تو اس سے دوسروں کو فائدہ پہنچانا۔ عموماً عورتیں اپنے زیور بنانے اور اچھے سے اچھا کپڑا پہننے کی طرف زیادہ توجہ رکھتی ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے کشائش دی ہوئی ہے تو غریبوں کی طرف بھی توجہ ہونی چاہئے۔ اپنے سے مالی لحاظ سے کمزور عزیزوں کی طرف بھی توجہ ہونی چاہئے۔ یہ ان کے لئے صدقہ نہیں ہوگا بلکہ تحفہ ہوگا اس طرح جب شادیوں بیاہوں پر اپنے بچوں کے لئے لاکھوں روپیہ خرچ کرتی ہیں تو اپنے خاوندوں کو بھی توجہ دلائیں اور خود بھی کریں کہ غریبوں کے لئے بھی ان کی شادیوں کے لئے بھی کچھ نکالنا چاہئے۔ پاکستان سے باہر ملکوں میں آئی ہوئی جو عورتیں ہیں پہلے بھی میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں خاص طور پر اس بات کا خیال رکھیں کہ بچت کرکے کچھ نہ کچھ باقاعدگی سے شادی فنڈ کے لئے دیا کریں پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن عورتیں صائمات ہوتی ہیں یعنی اپنے روحانی معیاروں کو اونچا کرنے والی ہوتی ہیں روزے رکھ کر اپنے نفس کی قربانی دینے والی ہوتی ہیں اور جب نفس کی قربانی کی عادت پڑتی ہے تو غریبوں کے لئے قربانی کا معیار بھی بڑھتا ہے اور روحانیت میں ترقی بھی ہوتی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک عورت جو خداتعالیٰ کا قرب چاہتی ہے جو اپنے ایمان کو کامل کرنا چاہتی ہے اسے اپنے تقدس کا بھی خاص طور سے خیال رکھنا چاہئے اور ایک احمدی عورت جس نے اس زمانے کے امام کو مانتے ہوئے یہ عہد کیا ہے کہ اپنے آپ کو تمام برائیوں سے بچائے رکھوں گی اسے تو اپنی عزت، عصمت اور تقدس کا بہت زیادہ خیال رکھنا چاہئے اس کا لباس اس کی چال ڈھال اس کی بات چیت کا انداز دوسروں سے مختلف ہونا چاہئے۔ یہ نہیں کہ آزادی کے نام پر لڑکے لڑکیوں کی مکس پارٹیوں میں حصہ لے یا لباس ایسے ہوں جو ایک احمدی عورت کے تقدس کی نفی کرتے ہوں، پردے اور حجاب کا بالکل خیال نہ ہو۔ یہاں ایک بات اور بھی میں واضح کردیتا ہوں میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ عہدیداران اگر کوئی شخص کسی عہدے کے قابل بھی ہے لیکن پردے میں کمی ہے تو اس کو عہدہ نہیں ملنا چاہئے بلکہ اس سے بہتر ہے کہ کم علم والی لیکن اپنے تقدس کا اور حیا کا خیال رکھنے والی ہو تو اس کو عہدہ دیا جائے تو بہرحال جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ جوانی میں جب لڑکیاں قدم رکھتی ہیں تو ان کے کوٹ گھٹنوں سے نیچے ہونے چاہئیں ایسے کوٹ پہننے چاہئیں جو ان کا پورا جسم ڈھانکنے والے ہوں اور بازو لمبے ہونے چاہئیں۔ ایک احمدی عورت ایک احمدی لڑکی کی پہچان یہ ہونی چاہئے کہ اس کا لباس حیادار ہو پس اپنے لباسوں کا خاص طور پر خیال کریں کیونکہ یہ بھی ایک احمدی عورت کے تقدس کے لئے بہت ضروری ہے۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہوگی اگر نئی شامل ہونے والی تو اس بات کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اپنے لباس اپنے حیا کا پہلو مدنظر رکھیں اور پرانی احمدی اس معاشرے کے بداثرات کی وجہ سے اپنے حیادار لباس سے بے پرواہ ہوجائیں پس ان باتوں کا ہمیشہ خیال رکھیں اور اپنے جائزے لیتی رہیں ورنہ شیطان کے حملے جیسا کہ میں نے کہا میڈیا کے ذریعہ سے اتنے شدت سے ہورہے ہیں کہ ان سے بچنا محال ہے۔ جب اپنے جائزے لیتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں گی اپنی عبادتوں کی طرف توجہ دیں گی۔ اپنی زبانوں کو دعاؤں اور ذکر سے تر رکھنے کی کوشش کریں گی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں کی وہ پھر مغفرت فرماتا ہے۔ انہیں گناہوں سے بچاتا بھی ہے کیونکہ گناہوں سے بچنے کے لئے وہ نیک اعمال بجالانے کی کوشش کررہی ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف توجہ بھی کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کررہی ہوتی ہیں اور پھر صرف یہی نہیں کہ گناہوں سے ایسے لوگ بچتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مومنوں کے لئے جو تقویٰ پر چلنے والے لوگ ہیں ایک اجر عظیم ہے ایک ایسا اجر ہے جو نہ ختم ہونے والا اجر ہے جو دنیا و آخرت دونوں جگہ کام آتا ہے۔ پس ایسی مائیں جو نیکیوں پر قائم ہوتی ہیں ان کی اولادیں بھی نیکیوں پر چلنے والی ہوتی ہیں اس بات کا ہر عورت کو ہر لڑکی کو خیال رکھنا چاہئے یعنی پھر ایسی عورتوں سے نیکیوں کی وہ نہریں بہہ رہی ہوتی ہیں یا جاری ہوجاتی ہیں جو دریاؤں کی شکل اختیار کرتی ہیں اور جو ہر برائی کو اپنے سامنے سے بہاتی چلی لے جاتی ہیں۔

پس ہر احمدی عورت کو اپنی اہمیت کو سمجھنا چاہئے کیا اس کی اہمیت ہے۔ جب زمانے کے امام کو مان لیا تو آپ اب معمولی عورتیں نہیں رہیں اب آپ ان میں شامل نہیں جو لہو ولعب کے پیچھے چلنے والی ہیں جن کو دنیاوی لذات اور لغویات متاثر کرتی ہیں بلکہ اس معاشرے میں رہنے کے باوجود جہاں ہر طرف کھلا گند بکھرا پڑا ہے آپ کی ایک انفرادیت ہے اور ہونی چاہئے ایک احمدی عورت کا مقام دوسری عورتوں سے بہت بلند ہے اور ہونا چاہئے کیونکہ جیسا کہ میں نے کہا آپ زمانے کے امام کی بیعت میں آگئی ہیں آپ نے زمانے کے امام کے ساتھ ایک عہد کیا ہے اور عہد کیا ہے وہ عہد ہے کہ ہم قرآن کریم کی تعلیم کو کلی طور پر اپنے اندر جاری کرنے کی کوشش کریں گے وہ عہد جو آپ نے کیا ہے وہ یہ عہد ہے کہ ہم دنیا میں انقلاب لانے کا ذریعہ بنیں گی۔ ابھی صدر صاحبہ نے الفاظ دہرائے اللہ تعالیٰ کی توحید کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گی۔ یہ وہ عہد ہے جو آج ایک احمدی عورت کے علاوہ کسی نے نہیں کیا پس اگر اپنے نفس کی اصلاح کے لئے دنیاوی چاہتوں اور خواہشوں کی قربانی دی تو یہ انقلاب لانے کے لئے قربانیاں کرنے کے لئے جو انقلاب لانے کے لئے آپ کے عہد ہیں یا قربانیاں کرنے کے لئے جو آپ کے عہد ہیں اس کے لئے کس طرح تیار ہوں گی۔

پس ہر آن اور ہر وقت اپنے اندر جھانکتی رہیں کہ یہی اصلاح کا طریقہ ہے۔ اپنے ایمان اور تقویٰ میں بڑھنے کے لئے ان تمام ذرائع کو بروئے کار لائیں اور لانے کی کوشش کریں۔ ان پر عمل کریں جن کا خداتعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ دنیاوی میڈیا پر آنے والی دنیاداری کی باتیں آپ کی توجہ جذب کرنے والی نہ ہوں نہ ہی ان دنیاداروں کے فیشن اور دنیا پرستی آپ کو متاثر کرنے والی بن سکے کیونکہ جس انقلاب کی آپ باتیں کرتی ہیں اس کا ان لوگوں سے دور کا بھی واسطہ نہیں جو دنیادار ہیں۔ دنیاداروں میں اگر آپ دیکھیں کوئی بھی عورت جو اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے اپنے قول اور فعل کو ایک ثابت کرنے کا اظہار کرتی ہے۔ لیڈرانہ

صلاحیتیں رکھنے والی بھی بیشک ہے انقلاب کی باتیں کرنے والی بھی ہے حقوق کے لئے لڑنے والی بھی ہے لیکن ان سب باتوں کے باوجود ان کا دائرہ محدود ہے وہ جس انقلاب کی بات کرتی ہے وہ عورت یا کرتی ہیں وہ عورتیں، اس کا دائرہ محدود ہے۔ وہ صرف عورتوں کے حقوق کی بات کرے گی اور چند دنیاوی آسائشوں کی بات کرے گی اور یہ بات کر کے ان کی بات ختم ہو جاتی ہے کیونکہ صرف دنیاوی حقوق کا حصول ہی ان کا مقصد ہوتا ہے۔ اگر علم کی بات کرتی ہے تو صرف دنیاوی علم کی بات کرتی ہے ایسی عورت جو دنیادار ہے ہر جگہ جہاں بھی آپ دیکھیں گی آپ کو ان عورتوں میں روحانیت کا فقدان نظر آئے گا ان کے ہر دعوے میں ان کے ہر فعل میں ان کے ہر کام میں اللہ کی رضا کے حصول کی کوشش جو ہے ان دنیاوی انقلاب لانے کے دعویداروں میں آپ کو بھی نظر نہیں آئے گی اور جب اس چیز کا فقدان ہو تو حقوق کا مطالبہ کرنے والی بھی جو ہیں زیادتی کر جاتے ہیں انقلاب لانے والے بھی ظلم کے طریق اپنانے لگتے ہیں اور نتیجتاً معاشرے میں ان زیادتیوں کی وجہ سے فساد پیدا ہو جاتا ہے۔ آج بھی بہت سی تنظیمیں عورتوں کے حقوق کی بات کرتی ہیں اور معاشرے میں عورت کے مقام کے لئے کوشش بھی کرتی ہیں لیکن یہ کوشش دیرپا نہیں ہوتی اور اس کے لئے فسادوں کے نئے سے نئے رستے کھل جاتے ہیں کیونکہ حقیقی روح نہیں ہوتی۔ روحانیت نہیں ہوتی لیکن ایک احمدی عورت جب انقلاب کی بات کرتی ہے تو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ پیش نظر ہوتا ہے اس لئے حقوق کی حدود کا تعین بھی ہوتا ہے اور فرائض کی ادائیگی کا بھی اور روحانیت میں بڑھنے کی کوشش بھی ہوتی ہے تاکہ اصل مقصد جو خدا تعالیٰ کی رضا ہے اس کو حاصل کر سکے۔ مغرب میں اگر تعلیم یافتہ عورت ملازمت کے حق کی بات کرتی ہے تو یہ بھول جاتی ہے کہ اس کی ایک اور بہت بڑی ذمہ داری اپنے گھر کو سنبھالنا بھی ہے۔ لیکن اسلام جب عورت کے حق کی بات کرتا ہے تو اسے توجہ دلاتا ہے کہ تمہاری تعلیم اس لئے ہے کہ اپنے بچوں کی نگہداشت کروا اپنے خاوند کے گھر کی نگران بن کر رہو۔ وَالْحَافِظَاتُ لِلْغَیْبِ غیب میں ان چیزوں کی حفاظت کا حق ادا کرو جو تمہارے سپرد ہیں اور حق کس طرح ادا کرنا ہے اس کے متعلق فرمایا بِمَا حَفِظَ اللّٰہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حفاظت کا حکم دیا ہے اور وہ حکم یہ ہے کہ نسلوں کی پرورش تمہارے سپرد ہے گھروں کی حفاظت تمہارے سپرد ہے۔ پس یہ حفاظت کا عظیم کام آپ کے سپرد ہے اور اس کے لئے ایک بہت بڑا ذریعہ بچوں کی دینی اور روحانی ترقی کی طرف توجہ ہے اور یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک آپ کا اپنا دینی علم اور روحانیت ترقی پذیر نہ ہو اس کی طرف قدم نہ بڑھ رہے ہوں۔ آگے کی طرف جب تک آپ کا قدم نہ بڑھ رہا ہو۔ پس اپنے دینی اور روحانی معیار کو بڑھائیں تاکہ اپنی نسلوں میں بھی داخل کر سکیں اور جب آپ اس طریق پر اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی کوشش کریں گی تو آئندہ نسلوں سے وہ قوم تیار کرنے والی ہوں گی جن میں مسلمین اور مسلمات ہوں گے، جن میں مومنین اور مومنات ہوں گی، جن میں قانتین اور قانتات ہوں گی، جن میں صادقین اور صادقات ہوں گے۔ جن میں صابرین اور صابرات ہوں گے۔ جن میں خاشعین اور خاشعات ہوں گے جن میں متصدقین اور متصدقات ہوں گے۔ جن میں صائمین اور صائمات ہوں گے جن میں حَافِظِیْنَ فُرُوْجُھُمْ اور حافظات ہوں گے جن میں ذاکرین اور ذاکرات ہوں گے۔ جب یہ لوگ پیدا ہوں گے تو وہ انقلاب جو آپ لا رہی ہوں گی وہ عارضی انقلاب نہیں ہوگا وہ صرف عائلی حقوق کے حصول کے لئے نہیں ہوگا وہ صرف معاشی حقوق کے حصول کے لئے نہیں ہوگا وہ صرف معاشرتی حقوق کے حصول کے لئے نہیں ہوگا۔ وہ صرف ملکی امن و سلامتی کے قیام کے لئے نہیں ہوگا بلکہ وہ ایسا انقلاب ہوگا جو تمام دنیا کو ہر قسم کے شر سے محفوظ کرنے والا ہوگا۔ وہ ایسا انقلاب ہوگا جو دائمی اثر رکھنے والا انقلاب ہوگا۔ وہ ایسا انقلاب ہوگا جو نسلوں میں جاری رہنے والا انقلاب ہوگا۔ وہ ایسا انقلاب ہوگا جو آپ کو اور آپ کی نسلوں کو خدا کے قریب لانے والا ہوگا۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ ترقی کی منازل دنیاوی لذات سے نہیں ملتیں۔ ایک مومنہ اور ایک مومن کے لئے ترقی دنیاوی آسائشوں کا نام نہیں ہے۔ ترقی ننگے لباس میں نہیں ہے ترقی بے پردگی میں نہیں ہے۔ ترقی مرد اور عورت کی بے حجابیوں میں نہیں ہے بلکہ ترقی اللہ تعالیٰ کی رضا سے وابستہ ہے اور یہی دائمی ترقی ہے اور ایک مومنہ عورت اور ایک مومن مرد اس کا فہم و ادراک رکھتے ہوئے کبھی دنیاوی ہوشیاری اور لذات کو اپنی ترقی کا ذریعہ نہیں سمجھتے بلکہ خدا تعالیٰ کے سچے اور پکے تعلق کو ترقی کا ذریعہ سمجھتے ہیں پس جہاں مومنہ اور مومن کے لئے حقوق و فرائض کی حدود ہیں وہاں ایک لامحدود ترقیات کا میدان بھی خالی ہے اور وہ ہے خدا تعالیٰ سے تعلق کا میدان جس کی کوئی حدود نہیں۔ پس ایک حقیقی احمدی کے لئے اگر کوئی لامحدود ہدف یا ٹارگٹ ہے اور ہونا چاہئے تو وہ نیکیوں میں بڑھنے کا ہے۔ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کا ہے اور جب یہ ہوگا تو تب ہی آپ خیر امت کی مصداق بنیں گی۔ پس اس کو حاصل کرنے کے لئے میدان میں اتریں کیونکہ یہی آپ کی زندگی کی بقا ہے، یہی آپ کی نسلوں کی زندگی کی بقا ہے اور یہی آپ کے انقلاب لانے کے عہد کو پورا کرنے کا ذریعہ ہے۔ یہ سال جو آپ خلافت جوبلی کے سال کے طور پر منا رہے ہیں اس میں اس عہد کی تجدید کریں جو بیعت کا عہد ہے۔ آج دوبارہ اس عہد کی تجدید کریں جو آپ نے 27 مئی کو بھی میرے پیچھے دہرایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے جھنڈے کو تمام دنیا میں گاڑنا ہے اور خلافت کے قیام کے لئے ہر قربانی دینی ہے اور اس پر عمل کرنے کے لئے اس قربانی کے لئے جیسا کہ میں نے کہا سب سے پہلے اپنے نفسوں کی قربانی کرنی ہوگی۔ اپنے اعمال کو اس قابل بنانا ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں مقبول ٹھہریں اور جو اعمال اللہ تعالیٰ کی نظر میں مقبول ٹھہریں گے وہی دنیا میں انقلاب لانے کا ذریعہ بنیں گے۔

پس اس معاشرے میں رہتے ہوئے ہر قدم پھونک پھونک کر اٹھائیں اور دنیا کی طرف اتنی نہ جھک جائیں کہ خدا تعالیٰ کے احکامات ہی بھول جائیں۔ آج ماشاء اللہ اس وقت سفید دوپٹوں میں اکثریت ملبوس ہے ان سفید دوپٹوں نے جو وحدت پیدا کی ہے اس ظاہری وحدت کو اپنے دلوں میں بساتے ہوئے خدائے واحد کی وحدانیت کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی دلوں پر نظر ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ میں سے ہر ایک کو حقیقی اور سچا احمدی بننے کی توفیق عطا فرمائے اور ان مومنات میں آپ کا شمار ہو جو حقیقی انقلاب لانے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے والی ہوتی ہیں آپ میں سے ہر ایک ان اعلیٰ معیاروں کو حاصل کرنے والی بنے جو قرون اولیٰ کی عورتوں نے قائم کئے تھے وہ معیار قائم کرنے والی بنیں جو امام وقت کی بیعت میں آنے کے بعد اس زمانے میں بھی اپنا سب کچھ قربان کر کے قائم کئے گئے۔ کبھی دولت کی فراوانی یا آزمائش یا مغرب کی لہو و لعب آپ پر اثر نہ ڈالے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے۔

لجنہ کے جلسہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ خطاب ایک بجکر چالیس منٹ تک جاری رہا۔ آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

ایک بجکر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی جائے رہائش پر تشریف لے گئے۔

جرمن مہمانوں کے ساتھ پروگرام

ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جرمن مہمانوں کے ساتھ ایک پروگرام میں شرکت کے لئے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے۔ اس پروگرام میں جرمنی کے مختلف شہروں سے آنے والے غیر از جماعت اور غیر مذاہب کے مہمانوں کے علاوہ بلغاریہ، رومانیہ، ہنگری، مالٹا، اسٹونیا، میسیڈونیا، البانیا، آئس لینڈ، پولینڈ، آسٹریا، چیک ریپبلک اور سلوینیا سے آنے والے وفود بھی شامل تھے۔ مجموعی حاضری سات صد کے قریب تھی۔

سوال و جواب کی صورت میں یہ پروگرام کچھ وقت پہلے سے جاری تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ کی آمد پر اس پروگرام کا آخری سیشن تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا جو جرمن احمدی مکرم سعید گیسلر صاحب نے پیش کی۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مہمانوں سے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔

حضور انور کا خطاب

تشہد و تعوذ کے بعد حضور انور نے فرمایا۔

امیر صاحب جرمنی کی طرف سے مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ لوگ ایک گھنٹے سے زیادہ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ لوگ تھک گئے ہوں گے۔ لیکن جو مضمون مجھے دیا گیا ہے۔ وہ ایسا ہے کہ مَیں باوجود کوشش کے مزید اختصار سے کام نہیں لے سکتا اور اس مضمون کو بیان کرنے میں مجھے کم از کم تیس پینتیس منٹ لگیں گے۔

حضور انور نے فرمایا ایسی تقریبات ماضی میں بھی منعقد کی جاتی رہی ہیں لیکن مجھے ان میں خطاب کا موقع نہیں ملا۔ بہرحال امیر صاحب نے کہا ہے کہ مَیں جہاد کے بارے میں کچھ کہوں۔ کیونکہ یہ مضمون آج کل دنیا کی توجہ کھینچ رہا ہے۔ غیر اسلامی دنیا اسلام کو ایک انتہا پسند اور دہشت گردی پھیلانے والا مذہب سمجھتی ہے۔ اور یہ کہ اسلام دہشت گردی کے ذریعہ دنیا کا امن خراب کر رہا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ یہ نہایت بدقسمتی کی بات ہے کہ ایک گروہ اسلام کی تعلیمات کو نہ سمجھنے کے نتیجہ میں اس بے بنیاد بات کو ہوا دے رہا ہے۔ دراصل بعض تعلیم یافتہ غیر مسلم لوگ بعث بعد الموت اور مرنے کے بعد جنت اور دوزخ کے عقائد کو مسلمان انتہا پسند اور خودکش حملہ آوروں کی طرف منسوب کرتے ہیں جن کے خیال میں ایسے خودکش حملے جنت حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہیں اور اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے وہ ان انتہا پسند حملوں کو جہاد اور اللہ کی راہ میں مرنے کا نام دے دیتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ دنیا کا امن خراب کر رہے ہیں۔ یہ گروپ دراصل اس عقیدہ کا منطقی نتیجہ ہے۔

حضور انور نے فرمایا گو مَیں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ ایسے لوگوں نے اسلام کی تعلیم کے بارہ میں بالکل غلط باتیں پھیلا دی ہیں لیکن یہ بھی ہے کہ اسلام کے بارہ میں غلط قسم کے لٹریچر کی اشاعت نے بھی اسلامی جہاد کے بارہ میں غلط تصورات پھیلائے ہیں۔

مَیں اسلام کی جہاد کے بارہ میں بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی تعلیمات کی روشنی میں صحیح تعلیم بیان کروں گا اور آپ کے مطابق قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ کی احادیث اور اسلامی تاریخ کی روشنی میں جہاد کے بارہ میں جو تعلیم ہے وہ پیش کروں گا۔

حضرت مسیح موعود کی جہاد کے بارہ میں تعلیم جس کو آپ نے سو سال پہلے پیش کیا وہ کیا ہے؟ یہ جاننا ضروری ہے کہ یہ تعلیم آج سے ایک صدی پہلے کی ہے اور کوئی اس بات کا الزام نہیں لگا سکتا کہ یہ آج کل کی مخالفت سے گھبرا کر یہ تعلیم بنائی گئی ہے۔ یہ وہ تعلیم ہے جو قرآن میں درج ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کی طرف سے دوسرے مذاہب کے ماننے والوں پر حملے کرنے کے بارہ میں جو کارروائیاں کی جا رہی ہیں جس کو جہاد کا نام دیا جاتا ہے یہ سراسر غیر قانونی، غیر شرعی اور رسول کریم ﷺ اور خدا کے حکم کے خلاف ہے اور سخت گناہ کی بات ہے۔

حضور نے فرمایا کہ غیر قانونی اور غیر شرعی کے الفاظ کو سمجھنے کے لئے ہمیں اس عرب ماحول میں جانا پڑے گا جو آنحضرت ﷺ کے زمانے کا تھا جب آپ ﷺ نے لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا۔ یہ لوگ ان پڑھ اور جاہل تھے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر سالوں تک لڑائیاں کی جاتی تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے جب دعویٰ کیا اور عربوں کو ایک خدا کی طرف بلایا۔ تب کچھ صاحب عقل لوگوں جن میں آپ کے کچھ رشتہ دار بھی تھے اور کچھ غریب لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ جب ان اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد بڑھی تو مخالفین کا ظلم و ستم بڑھنا شروع ہو گیا۔ مسلمانوں کو عرب کی گرم ریت پر لٹایا جاتا، ان پر گرم بھاری پتھر رکھے جاتے۔ ان کو کوڑے مارے جاتے، ان کو مخالف سمتوں میں اونٹوں سے باندھ کر چیر دیا جاتا۔ آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے ساتھیوں کو ایک وادی میں قید کر دیا گیا۔ آپؐ کا بائیکاٹ کیا گیا۔ کھانا اور پانی بند کر دیا گیا۔ آپؐ کے ساتھیوں نے کہا کہ جب ہم نے مرنا ہی ہے تو ہم کفار سے لڑائی کیوں نہ کریں۔ مگر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے صبر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ لڑنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ یہ صبر کسی خوف اور کمزوری کی وجہ سے نہیں تھا جیسا کہ بعد میں تاریخ نے ثابت کیا کہ چند سو لوگوں نے ہزاروں کی فوج کو شکست دی۔ یہ صبر اس وجہ سے تھا کہ اللہ کا حکم نہیں تھا کہ لڑائی کرو۔ پھر آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ کمزور مسلمان مختلف علاقوں کی طرف ہجرت کر جائیں۔ بعدازاں آپؐ بھی مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ اس وقت تک مدینہ کے بعض لوگ مسلمان ہو گئے تھے۔ آپ کی آمد پر ایک بڑا گروہ مسلمان ہو گیا۔

آنحضرت ﷺ نے وہاں کے مختلف لوگوں اور قبائل سے معاہدہ کیا۔ ان میں یہود بھی تھے۔ اس معاہدے کے مطابق ایک حکومت وجود میں آئی جس میں تمام لوگوں کو آزادی حاصل تھی اگر کسی کو اپنے کسی جرم کی سزا ملتی تھی تو وہ اس کے مذہب کی تعلیم کے مطابق ملتی تھی۔ حکومت کی نظر میں سارے لوگ برابر تھے۔

ایک موقع پر ایک یہودی قبیلہ نے جب معاہدہ کی خلاف ورزی کی تو اسے مدینہ سے نکالا گیا۔ اس موقع پر مسلمانوں کے ایک گروہ نے جنہوں نے اپنے بچے یہودیوں کو پرورش کے لئے دیئے ہوئے تھے اور وہ یہودی مذہب کے تھے، اپنے ان بچوں کو روکنے کی کوشش کی مگر آنحضرت ﷺ نے اس بات سے روک دیا اور فرمایا کہ اسلام میں جبر نہیں اس لئے تم ایسا نہیں کر سکتے۔ یہ بچے یہودی ہی رہیں گے۔ اس حد تک آپ نے لوگوں اور

دوسرے مذاہب کے حقوق کی پاسداری کی۔ باوجود اس کے آپؐ پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ آپؐ نے جبر کو پھیلایا۔ حالانکہ مسلمانوں کو اس وقت جبر اور ظلم کا نشانہ بنایا جاتا تھا۔

حضور انور نے فرمایا کیوں مسلمانوں پر جبر کا الزام لگایا جاتا ہے؟ اسلام کی پہلی جنگ جنگ بدر کہلاتی ہے۔ اس وقت مسلمانوں کی حالت یہ تھی کہ ان کے پاس کوئی وسائل یا جنگ کا سامان نہیں تھا۔ ان کے خلاف ایک مسلح فوج تھی۔ یہ بات کسی سے چھپی ہوئی نہیں اور تاریخ میں درج ہے۔ ان مسلمانوں میں سے بعض بچے تھے۔ لیکن جب دشمنوں نے اسلام کو کلیۃً ختم کرنا چاہا تو اللہ نے مسلمانوں کو لڑائی کی اجازت دی۔ تاریخ کے مطابق لڑائی کے بارہ میں اللہ کا پہلا حکم قرآن کریم میں یوں درج ہے۔ میں آپ کو اس آیت کی حکمت کی طرف غور کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان لوگوں کو لڑائی کی اجازت دی جاتی ہے جن کے خلاف جنگ کا آغاز کیا گیا ہے۔ کیونکہ ان پر ظلم کئے گئے اور یقیناً اللہ ان کی مدد پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ یعنی وہ لوگ جنہیں ان کے گھروں سے ناحق نکالا گیا محض اس بنا پر کہ وہ کہتے تھے کہ اللہ ہمارا رب ہے اور اگر اللہ کی طرف سے لوگوں کا دفاع ان میں سے بعض کو بعض دوسروں سے بھڑا کر نہ کیا جاتا تو راہب خانے منہدم کر دیئے جاتے اور گرجے بھی اور یہود کے معابد بھی اور مساجد بھی جن میں بکثرت اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ اور یقیناً اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور اور کامل غلبہ والا ہے۔ (الحج:41,40)

حضور انور نے فرمایا یہاں اس آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ اگر اللہ دفاع کرنے کی اجازت نہ دے تو معاشرے کا امن تباہ ہو جائے گا۔ آج کل بھی ایک عقلمند انسان اس بات کی گواہی دے گا کہ یہی بات صحیح ہے۔

پہلی بات یہ ہے کہ اگر کسی پر حملہ کیا گیا ہے تو اسے دفاع کی اجازت ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر ظلم کے نتیجہ میں، لوگوں کو اپنے وطنوں سے نکل کر دوسرے علاقوں کی طرف ہجرت کرنی پڑے اور پھر دوسرے علاقے جہاں ان کی عملداری ہے وہاں بھی مخالف ظلم و ستم سے باز نہ آئیں تو پھر یہ بالکل درست ہوگا کہ وہ اس ظلم کا بدلہ لیں جو ان پر کیا جا رہا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ مخالف صرف اسی بات پر ہی بس نہ کریں بلکہ دوسرے علاقوں کو فتح کرنے لئے بھی حملے کریں اور دوسرے لوگوں کی جان و مال پر حملہ کریں۔ پس یہ ضروری ہے کہ ایسے حملوں کو روکا جائے اور اس ظلم کو ختم کیا جائے یہ جنگ معاشرے کا امن قائم کرنے کے لئے ہوگی۔

پھر اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

''اور اللہ کی راہ میں ان سے قتال کرو جو تم سے قتال کرتے ہیں اور زیادتی نہ کرو۔ یقیناً اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا''۔ (البقرہ:191)

حضور انور نے فرمایا یہاں یہ بات واضح ہے کہ جہاد کا حکم صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو دین سے روکنے کے لئے ظلم کرتے ہیں۔ جیسے کفار نے مسلمانوں پر اسلام قبول کرنے کی وجہ سے ظلم کیا اور اسلام کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ پس یہ الزام کہ مسلمانوں کو جنت اور آخرت کی زندگی کے وعدے نے جہاد کی ترغیب دی ہے اور انہیں ظالم بنایا دیا۔ بالکل بے بنیاد ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر اللہ ایسے لوگوں کو پسند نہیں فرماتا تو وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتے۔ زیادتی کا مقابلہ کیسے کیا جا سکتا ہے۔ یہ بھی اسلام کی ایک اچھوتی تعلیم ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ اس بارہ میں فرماتا ہے۔

''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو، یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو''۔ (المائدہ:9)

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ اگر تم سچے ایمان لانے والے ہو تو اللہ کے احکام کی بجا آوری کرو، عدل پر قائم رہو۔ عدل کے کیا معیار ہیں سب سے پہلے یہ کہ دوسروں کے لئے نمونہ بنو۔ پس صرف اچھے اعمال ہی لوگوں کو اپنی طرف کھینچ سکتے ہیں۔ اسی طرح اس آیت میں دشمنوں سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا مَیں نے ابھی اسلام کی ابتدائی تاریخ سے مسلمانوں کی دوسرے علاقوں میں ہجرت کرنے کے بارے میں بتایا ہے۔ اس پس منظر میں جب ہم اس آیت پر غور کرتے ہیں تو پتہ لگتا ہے کہ اللہ یہ حکم دے رہا ہے کہ دوسرے لوگوں کی دشمنی تمہیں ان کے ساتھ زیادتی پر مجبور نہ کر دے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلامی تعلیمات عدل قائم کرنے کے لئے ہیں۔ اگر جنگیں ہوں تو وہ بھی قانون کے مطابق ہوں۔ مثلاً حکم ہے کہ اپنے قیدیوں سے اچھا سلوک کرو۔ اگر دشمن ہتھیار رکھ دے تو جنگ سے رک جاؤ۔ اس کے برعکس آجکل بھی اگر دو حکومتیں امن کے لئے بات چیت کر رہی ہوں تو پھر بھی آخری وقت میں ایسے زور سے حملہ کیا جاتا ہے کہ کمزور ملک طاقتور کی شرائط کے مطابق معاہدہ کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ اگر دوسرا گروہ امن کی بات کرے صلح کے لئے جھک جائے تو تم بھی اس پر راضی ہو جاؤ اور اللہ ہی پر اپنا بھروسہ رکھو۔

(الانفال:62)

پس تعلیم یہ ہے کہ اگر دشمن امن کی بات کرے تو تم بھی ایسا ہی کرو اور جنگ بند کر دو تمہیں مزید فوج کشی کی اجازت نہیں ہے۔

چنانچہ حدیبیہ کے معاہدے کے وقت جب مسلمانوں کی مخالفت کے باوجود آنحضرت ﷺ نے یہ معاہدہ کیا اور بعد ازاں اس پر قائم رہے۔ فتح مکہ کفار کے معاہدہ توڑنے کی وجہ سے عمل میں آئی۔ باوجود فتح حاصل کرنے کے مسلمانوں نے کفار پر تلوار نہیں اٹھائی اور اپنے شدید دشمنوں کو بھی معاف کر دیا۔ یہ ساری باتیں تاریخ میں محفوظ ہیں۔

مسلمانوں کے نزدیک تو وہ تمام انبیاء جن کا کسی بھی مذہبی کتاب میں ذکر ہے سچے انبیا ہیں۔ پس کوئی مسلمان یا احمدی مسلمان جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یقین رکھتا ہے کسی نبی کے بارے میں کوئی دلآزار کلمہ منہ سے نہیں نکال سکتا۔ ہمیں قرآن کریم میں بتایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں تمام انبیاء برابر ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تمام قوموں میں انبیا کو بھیجا ہے اس لئے ہم کسی بھی نبی پر بغیر کسی ہچکچاہٹ کے ایمان لاتے ہیں جو کسی قوم کی طرف بھی بھیجا گیا ہو۔ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہو۔ یہی وہ طریق ہے جس کے ذریعہ دنیا کا امن قائم کیا جا سکتا ہے۔ ہر مذہب کے ماننے والوں کے جذبات کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

حضور انور نے فرمایا مَیں پہلے اس بات کی وضاحت کر چکا ہوں کہ وہ کیا حالات تھے جن کے پس منظر میں جہاد کی اجازت دی گئی۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا موجودہ زمانے میں جنگ کی اجازت دی جا سکتی ہے؟۔ اگر نہیں تو پھر جہاد کی کیا اہمیت رہ جاتی ہے۔ نیز احمدیوں کے نزدیک جہاد کا کیا مطلب ہے۔ مگر اس سے پہلے یہ بتا دوں کہ گزشتہ صدیوں کی اکثر جنگیں یا سیاسی تھیں یا علاقائی تھیں اور شاذ کے طور پر ہی مذہبی وجوہات کی بنا پر شروع کی گئی تھیں اس کے علاوہ گزشتہ صدی میں دو عظیم جنگیں ہوئیں جن میں مسلمانوں کا کوئی بھی رول (Roll) نہیں تھا اور ان جنگوں کے پیچھے صرف سیاسی مقاصد تھے۔

اسلام پر حملہ کرنے سے پہلے انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ایسے لوگ ان جنگوں کا بھی جائزہ لیں۔

بہرحال بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے نزدیک جہاد کی تعریف یہ ہے کہ ہر ایک کو اپنے مذہب پر ایمان لانے اور عمل کرنے اور اس کی اشاعت کرنے کا حق ہے۔ دوسرے الفاظ میں جنگ کی وہ شرائط جو مَیں پہلے بتا چکا ہوں آج کل کے ترقی یافتہ زمانے میں موجود نہیں ہیں۔ پھر آج کل جہاد کیسے کیا جا سکتا ہے۔ ہمارے نزدیک جہاد کی تعریف بانی سلسلہ نے ایک اعتراض جو سو سال پہلے کیا گیا ہے کے جواب میں فرمایا۔

اس معترض نے جو اعتراض کیا ہے کہ قرآن مذہبی جنگوں کی حمایت کرتا ہے اور مسلمانوں کو لڑائی پر اکساتا ہے بالکل بے بنیاد اور لغو ہے۔ قرآن صرف ان لوگوں کے خلاف جنگ کی اجازت دیتا ہے جو لوگوں کو ان کے دین سے روکتے ہیں اور اللہ کے احکام پر عمل اور اس کی عبادت نہیں کرنے دیتے۔ اللہ صرف ان لوگوں کے خلاف جنگ کی اجازت دیتا ہے جو بغیر کسی وجہ سے مسلمانوں سے لڑائی کرتے ہیں اور انہیں ان کے گھروں اور زمینوں سے نکالتے ہیں اور اللہ کی مخلوق کو اپنے مذہب میں داخل ہونے پر مجبور کرتے ہیں اور اسلام کو مٹانا چاہتے ہیں۔

پھر بانیٔ سلسلہ احمدیہ برصغیر میں برٹش حکومت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ حکومت مذہب میں دخل نہیں دیتی اور نہ جبر کے ذریعہ اپنے مذہب کو پھیلا رہی ہے۔ قرآنی تعلیمات کے مطابق ایسی حکومت سے لڑائی غیر شرعی ہے کیونکہ یہ مذہبی جنگیں نہیں کر رہی۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ بعض غیر تعلیم یافتہ اور جاہل مسلمان ان لڑائیوں کو جہاد کا نام دیتے ہیں حالانکہ یہ قرآن کے مطابق بغاوت ہے۔ مزید برآں جو آدمی وعدہ توڑتا ہے، بُرے اعمال کرتا ہے اور معصوم کو قتل کرتا ہے وہ ظالم ہے نہ کہ فاتح۔ یہ وہ اصل تعلیم ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں بتائی۔

حضور انور نے فرمایا: امن کو کیسے قائم کیا جا سکتا ہے اور دنیا کو محبت اور امن سے کیسے بھرا جا سکتا ہے۔ آج کل کے جہادی جو خودکش حملے کرتے ہیں وہ مخالفوں کو نیچا دکھانے کے لئے کرتے ہیں۔ اس میں مسلمان لوگ بھی مرتے ہیں۔ کوئی بھی ایسا عمل جو باقاعدہ فوجی طریقے سے نہ کیا جائے جہاد نہیں کہلا سکتا ہاں بغاوت کہلاتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک موجودہ زمانے کا جہاد انسان کی اپنی تربیت اور روحانی ترقی ہے۔ یہ کوئی نئی تعلیم نہیں بلکہ اس بارے میں آنحضرت ﷺ نے ہمیں آج سے چودہ سو سال قبل ایک جنگ سے واپس آتے ہوئے بتایا۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف واپس آ رہے ہیں جو نفس کو سنوارنے کا جہاد ہے اور ہمیشہ جاری و ساری رہتا ہے۔ جنگیں ہمیشہ جاری نہیں رہتیں۔ اصل جہاد برائی کو ختم کرنا ہے۔ انسان کی خدمت کرنا اصل جہاد ہے۔ احمدیت کی 120 سالہ تاریخ اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ ہم اس جہاد میں مشغول ہیں اور انسانیت کو اس کے خالق کے نزدیک لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہمارے سکول اور ہسپتال اور دنیا کے غریب علاقوں میں ہمارے پانی پہنچانے کے منصوبے جاری ہیں۔ ہم قدرتی آفات سے متاثرہ علاقوں کے لوگوں کی مدد کر رہے ہیں۔ اس میں ہیومینیٹی فرسٹ جرمنی نے بھی بہت کام کیا ہے۔ مختلف علاقوں میں پانی کے کنویں جاری کرنا اور بجلی فراہم کرنا، یتامیٰ کی مدد کرنے کا کام کیا ہے۔ بجلی مہیا کر رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ اس طرف ہماری توجہ مبذول کرواتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''اور مَیں اس وقت اپنی جماعت کو جو مجھے مسیح موعود مانتی ہے خاص طور پر سمجھاتا ہوں کہ وہ ہمیشہ ان ناپاک عادتوں سے پرہیز کریں۔ مجھے خدا نے جو مسیح موعود کر کے بھیجا ہے۔ اس لئے میں نصیحت کرتا ہوں کہ شر سے پرہیز کرو اور نوع انسان کے ساتھ حق ہمدردی بجالاؤ۔ اپنے دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو کہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ گے۔ ...... خدا کے لئے سب پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو۔ دیکھو میں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے اور یہ بات میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ خدا کا یہی ارادہ ہے۔ ...... سو مَیں حکم دیتا ہوں کہ جو میری فوج میں داخل ہیں وہ ان خیالات کے مقام سے پیچھے ہٹ جائیں۔ دلوں کو پاک کریں اور اپنے انسانی رحم کو ترقی دیں اور دردمندوں کے ہمدرد بنیں۔ زمین پر صلح پھیلا دیں کہ اس سے ان کا دین پھیلے گا''۔

حضور انور نے فرمایا اگر ہم اس قسم کے جہاد میں مصروف رہیں گے اس روحانی سسٹم میں ہم ایک Chain (لڑی) میں پروئے ہوئے ہیں جس کی باگ ڈور خلافت مسیح موعودؑ کے ہاتھ میں ہے۔ خلافت سے محبت ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ہم اس تعلیم پر عمل پیرا ہوں جو مسیح موعود نے پیش کی ہے وہ تعلیم یہ ہے کہ ہم خدا تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے حقوق ادا کریں۔ نفرت کی دیواریں گرا دیں اور محبت و شفقت کی خوشبو کو دنیا میں پھیلائیں۔

حضور انور نے فرمایا آپ سب لوگ جو میرے سامنے ہیں۔ مَیں نے آپ کے سامنے اسلام کی حقیقی تعلیم کو رکھ دیا ہے۔ اب آپ جو تعلیم یافتہ ہیں۔ آپ خود یہ فیصلہ کر لیں کہ کیا اسلام دہشت گردی سکھاتا ہے یا امن اور سیکیورٹی۔ حضور انور نے فرمایا یہ منصفانہ بات نہیں کہ کسی مذہب کو کسی گروپ یا بعض انفرادی لوگوں کے غلط عمل کی وجہ سے Condemn (ردّ) کر دیا جائے۔

میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ اپنے حلقوں میں انصاف کی آواز اٹھائیں۔ یہ بھی آپ کی طرف سے سچّا جہاد ہوگا۔ لیکن ہم آپ کو کسی جہادی تنظیم کا ممبر نہیں بنا رہے۔

آخر پر حضور انور نے فرمایا کہ مَیں آپ سب کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے میری تقریر کو سنا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب سوا پانچ بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب نے اس کا جرمن زبان میں ترجمہ پیش کیا۔ پانچ بجکر پچپن منٹ پر یہ تقریب ختم ہوئی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک بار پھر سب مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی جائے رہائش پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

صدسالہ جشن خلافت نمبرز

صدسالہ جشن خلافت کی تقریبات کے حوالہ سے طبع ہونے والی خصوصی اشاعتیں اورسووینئرز (جو ہمیں موصول ہوئے ہیں) کا تعارف کچھ عرصہ سے جاری ہے۔ایسی خصوصی اشاعتیں، دورانِ سال، جب بھی ہمیں موصول ہوتی رہیں گی، تو اپنے معمول کا انتخاب پیش کرنے کی بجائے، اُن پر تبصروں اور اُن میں شامل منتخب مضامین کا تعارف پہلے ہدیۂ قارئین کیا جاتا رہے گا۔ رسائل و جرائد کی ترسیل نیز خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

مناجات سلیمان

جامعہ احمدیہ ربوہ کے خلافت سووینئر میں واقعہ صلیب سیل کی طرف سے ایک تحقیقی مضمون ’’مناجات سلیمان‘‘ (The Odes of Solomon) شامل اشاعت ہے۔ یہ مناجات دراصل ابتدائی عیسائیوں کی وہ دستاویز ہے جس کو عیسائی بڑے اہتمام سے پڑھا کرتے تھے اور اپنے اجلاسات میں سنایا کرتے تھے۔ یہ مناجات حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ ابتداء میں ان غزلوں میں سے ایک یا دو غزلیں یا غزلوں کے کچھ حصے ہی محفوظ تھے لیکن 1909ء میں برطانیہ کے ایک عظیم سکالر John Rendel Harris نے ان غزلوں کا ایک بہت بڑا نسخہ دریافت کیا جو کہ سریانی زبان میں تھا اور 42 غزلوں پر مشتمل تھا۔ صاحب موصوف نے ہی اس نسخہ کا نام The Odes of Solomon رکھا اور اس کا متن اور انگریزی ترجمہ شائع کیا۔

مناجات سلیمان کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ میں سب سے پہلے محترم شیخ عبدالقادر صاحب محقق عیسائیت نے محترم میر محمود احمد صاحب ناصر پرنسپل جامعہ احمدیہ کے کہنے پر تحقیق کی تھی۔گزشتہ سال محترم میر صاحب اس موضوع پر مزید تحقیق کی غرض سے انگلینڈ کی بعض لائبریریوں میں گئے اور ان غزلوں کے قلمی نسخہ جات کی تلاش کی۔ مزید دو کتب ان غزلات کے بارہ میں انگلینڈ سے منگوائی گئیں لیکن ان کا قلمی نسخہ کسی بھی لائبریری سے دستیاب نہیں ہوسکا۔ شعبہ ہذا میں ان غزلوں کے سریانی متن پر مزید کام ہورہا ہے۔ بعض غزلوں میں حیرت انگیز مضامین پائے جاتے ہیں جن کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے۔

☆ غزل 4 میں خدا کے ایک اوّلین گھر کا ذکر ہے۔ البیت العتیق کی فضیلت اس لئے ہے کہ وہ اس وقت بنایا گیا جب دوسرے شعائر نہیں تھے۔ اور جو بڑا ہے وہ مقدّم ہے۔ اس کی عزت و حرمت دوسرے شعائر کی طرف منسوب نہیں ہوسکتی۔

انگریز محققین سمجھتے ہیں کہ مصر کے کسی معبد کا اس غزل میں ذکر ہے حالانکہ اس میں ’’اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ‘‘ والا مضمون ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب حضرت مسیحؑ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لائے تو انہوں نے تلبیہ کے خاص الفاظ دہرائے۔ اسی طرح حدیث میں ہے کہ حواریان مسیح حج کے لئے آئے تو ارض حرم میں برہنہ پا چلے۔

☆ غزل 10 کے اوپر علماء نے نوٹ دیدیا ہے کہ اس میں حضرت مسیحؑ خود بول رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جو لوگ قید میں ہیں ان کو چھڑانا میرا مشن ہے۔ باہر کے لوگ جو کہ دوسرے ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں میرے اردگرد جمع ہوگئے اور بلند جگہوں پر انہوں نے مجھے قبول کیا۔ اس میں حضرت مسیحؑ کے اس قول کی طرف اشارہ ہے: ’’میری اَور بھی بھیڑیں ہیں جو اس بھیڑ خانہ کی نہیں مجھے ان کو لانا ضرور ہے اور وہ میری آواز سنیں گی، پھر ایک ہی گلہ اور ایک ہی چرواہا ہوگا‘‘ (یوحنا 10/16)۔

☆ غزل 11: حضرت مسیحؑ ہمکلام ہیں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اپنی چادر میں سمیٹ لیا اور نئی زندگی عطا کی۔ وہ مجھے اپنی فردوس میں لے گیا۔ اس میں مَیں نے لوگوں کو پودوں کی شکل میں لگایا۔ کڑوے درخت مٹھاس میں بدل گئے۔ فردوس سے مراد حضرت مسیحؑ کا دین اور مرکز روحانی ہے۔

☆ غزل نمبر 15: موت اور پاتال ہرگز گزند نہیں پہنچا سکے۔ موت آئی لیکن میرے سامنے خود برباد ہوگئی۔

☆ غزل 17: جن لوگوں نے مجھے دیکھا وہ حیران رہ گئے (کیونکہ وہ اپنی دانست میں مجھے مار چکے تھے) اور میں اپنے قیدیوں کے پاس ان کو رہائی دینے کے لئے پہنچا۔ میں نے قلوب کی زمین میں اپنے ثمرات کی کاشت کی۔

☆ غزل نمبر 23 میں خاتم الکتب کے بارہ میں ایک کشفی نظارہ ہے۔ اس میں آسمانی خط کے نزول کا ذکر ہے جس سے مراد ایک ایسی کتاب ہے ’’جس کا ہر ہر لفظ خدائے بزرگ و برتر کی انگلی نے لکھا ہے‘‘۔ صاحب کتاب کے متعلق لکھا ہے کہ اس نے ساری دنیا کو فتح کرلیا۔ حق غالب آگیا اور باطل اس کے سامنے جھک گیا۔ پھر آسمانی کتاب کو وراثت میں پانے والے ایک فرزندِ حق کا ذکر ہے جس سے مراد مسیح موعودؑ ہے۔

☆ غزل 28 میں حضرت مسیحؑ نے فرمایا: ’’جو لوگ مجھے دیکھتے ہیں وہ حیران رہ جاتے ہیں کیونکہ مجھے نشانہ تعذیب بنایا گیا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے سمجھا میں مُردہ ہوں حالانکہ میں زندہ ہوں۔ میں ان کی نظروں میں مشابہ بموت ہوگیا۔ وہ مجھے مارنا چاہتے تھے۔ لیکن اس میں کامیاب نہ ہوئے‘‘۔ اس غزل میں ’’وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ‘‘ والا مضمون ہے۔

☆ غزل 33 کے اسرار کو علماء سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اس میں ذکر ہے کہ فرستادۂ خدا ایک بلند چوٹی پر کھڑا ہوگیا۔ اس نے چاروں کونٹ میں منادی کی۔ لوگ کشاں کشاں اس کے پاس جمع ہوگئے۔ اس بلندی پر ایک بے عیب بتولہ بھی تھی، وہ کھڑی ہوگئی، اس نے کہا میں تمہارے باطن میں داخل ہوکر تمہیں تباہی سے بچالوں گی۔ اس طرح تم میرے واسطہ سے نجات پاؤ گے۔ اس غزل میں سورۃ المومنون اور سورۃ التحریم والا مضمون ہے۔ بلند چوٹی سے مراد رَبْوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِیْنٍ ہے۔ سورۃ تحریم کے آخر میں ہے کہ مردمومن کی مثال مریم سے ہے۔ مریمی صفات پیدا کرو، فلاح پاؤ گے۔

☆ غزل 42 میں حضرت مسیحؑ کی زبانی پہلے موت سے نجات کا ذکر ہے۔ پھر یہ ذکر ہے کہ جو لوگ روحانی لحاظ سے مردہ ہیں میں ان لوگوں کے پاس گیا اور ان کے اندر زندہ لوگوں کی ایک جماعت بنادی۔ اور میں نے ان سے زندہ ہونٹوں سے کلام کیا۔

پس ابتدائی عیسائیوں کی 42 غزلیں عظیم الشان اسرار کا مرقع ہیں۔ قرآن و حدیث سے یہ عقدے وا ہوتے ہیں اور اسرار کھلتے ہیں جبکہ علماء کے لئے یہ نظمیں سرّ مکتوم ہیں۔

محترم محمد عمر سندھی صاحب مربی سلسلہ

محترم مولوی محمد عمر سندھی صاحب مربی سلسلہ 28 جون 2007ء کو مسلسل 16 دن بیہوش رہنے کے بعد وفات پاگئے۔ مرحوم موصی تھے، بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ مرحوم کو پہلا سندھی مربی ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ مرحوم کی کوئی اولاد نہ تھی صرف بیوہ نشانی چھوڑی ہیں۔

محترم بشیر احمد اختر صاحب

محترم مولانا بشیر احمد اختر صاحب مربی سلسلہ مورخہ 30/جون 2007ء کو بعمر 64 سال ہارٹ فیل ہونے کی وجہ سے وفات پاگئے۔ بہشتی مقبرہ میں آپ کی تدفین ہوئی۔

محترم بشیر احمد اختر صاحب 3 نومبر 1942ء کو مکرم ظہورالدین صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ پانچ بھائیوں میں آپ سب سے چھوٹے تھے۔ جامعہ احمدیہ سے شاہد اور پھر مولوی فاضل کرنے کے بعد آپ کی پہلی تقرری 7/اگست 1966ء کو ہوئی۔ اگست 1967ء میں کینیا بھجوائے گئے جہاں سے 1972ء میں واپسی ہوئی۔ بعدازاں 1974ء تا 1980ء اور پھر 1983ء تا 1996ء چوبیس سال تک آپ کینیا میں خدمات سلسلہ بجالاتے رہے۔ اس عرصہ میں تقریباً دس سال آپ امیر و مربی انچارج بھی رہے۔ اس کے بعد تادم وفات آپ وکالت تصنیف میں خدمت سرانجام دیتے رہے۔

آپ کو سواحیلی زبان پر عبور حاصل تھا۔ MTA پر بھی متعدد سواحیلی پروگرام پیش کئے۔ کچھ عرصہ قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپ کو نگران سواحیلی ڈیسک برائے تراجم کتب حضرت مسیح موعود مقرر فرمایا تھا۔ آپ کے پسماندگان میں بیوہ محترمہ نعیمہ بشیر صاحبہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے شامل ہیں۔

حضرت مولوی محمد شاہ صاحب تونسویؓ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 10/فروری 2007ء میں مکرم عبدالباسط صاحب کا مضمون شائع ہوا ہے جس حضرت مولوی محمد شاہ صاحب تونسویؓ کا ذکرخیر کیا گیا ہے۔

حضرت مولوی محمد شاہ صاحبؓ کا نام محمد تھا اور تحصیل تونسہ کی بستی مندرانی سے آپ کا تعلق تھا۔ بستی مندرانی میں جماعت کی بنیاد آپ نے ہی رکھی۔ بعدازاں تبلیغ کے لئے آسنور (کشمیر) بھجوائے گئے، وہیں شادی ہوئی اور وہیں وفات پائی۔

آپؓ کی پیدائش اور ابتدائی تعلیم کے بارہ میں کچھ علم نہیں ہے۔ روایات کے مطابق آپ تحصیل علم کے لئے راولپنڈی گئے اور وہاں ایک احمدی حکیم سے طبابت سیکھنے لگے۔ حکیم صاحب کی وساطت سے ہی قادیان پہنچے تاکہ حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحبؓ سے فن طبابت سیکھ سکیں۔ یہیں 1901ء سے پہلے ہی آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپؓ کا قیام حضرت مولوی صاحبؓ کے کتب خانہ میں تھا اور طعام کا بندوبست بھی اُنہوں نے ہی کیا تھا۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد آپؓ نے بستی مندرانی کے پڑھے لکھے احباب کے نام تبلیغی خطوط لکھنا شروع کئے۔ مگر پرانے عقائد کے حامل ہونے اور خواجگان تونسہ کے زیراثر ہونے کے باعث یہ اکابرین کچھ عرصہ تک احمدیت کے بارہ میں تردّد و ابہام کا شکار رہے۔ چنانچہ آپؓ حضرت مسیح موعودؑ کی اجازت سے کچھ عرصہ کے لئے وطن چلے آئے تاکہ اپنے اقارب اور دیگر احباب کو بھی احمدیت کی آغوش میں لاسکیں۔ مندرانی میں آپؓ کی تبلیغ کے نتیجے میں پندرہ افراد کو تحریری بیعت کی سعادت حاصل ہوئی جن میں سے آٹھ کو بعد میں حضور علیہ السلام کی زیارت کی توفیق بھی ملی۔

اس کے بعد بھی جونہی موقع ملتا آپؓ ڈیرہ غازیخان تشریف لے جاتے اور مختلف جماعتوں میں جاکر دعوت و تربیت کے امور سرانجام دیتے۔ خط و کتابت کے ذریعے بھی قادیان کے احوال بطور خاص احباب جماعت تک پہنچانے کا اہتمام فرماتے رہتے۔

خلافت اولیٰ میں دعوت سلسلہ کی توسیع کیلئے مختلف علاقوں میں مربیان بھیجے گئے تو حضرت مولوی محمد شاہ صاحبؓ کو آسنور بھیجا گیا اگرچہ آپؓ کو تبلیغ کے لئے اپنے علاقہ میں جانے کی شدید خواہش تھی۔ لیکن نظام کی اطاعت کرتے ہوئے آسنور تشریف لے گئے۔ پھر وہیں آپ کی شادی ہوئی۔ آپؓ کی بیوی کا یہ حق مہر مقرر ہوا کہ آپؓ انہیں قرآن مجید پڑھا دیں گے۔ اس رشتہ سے انہیں بھرپور جذباتی تسکین ہوئی اور ان کے قیام و طعام کی ذمہ داری بھی مستقل بنیادوں پر ان کے سسرال نے قبول کرلی۔ آپؓ کے بیٹے مولوی محمد عبداللہ صاحب کو قادیان جاکر علم حاصل کرنے اور مولوی فاضل پاس کرنے کا موقع ملا۔ بعد میں تقسیم ہند کے بعد وہ فیصل آباد آگئے اور یہیں 80 کے عشرہ میں وفات پائی۔ محترم مولوی ظفر محمد ظفر صاحب بھی رشتہ میں آپؓ کے بھانجے لگتے ہیں۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 25/ستمبر 2007ء میں مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کا یہ قطعہ شامل اشاعت ہے:

اِک خواب ہے دنیا کہ عدم جس کی ہے تعبیر
اور موت کا لقمہ ہیں سبھی طفل و جواں پیر
انسانوں سے پُر رُوئے زمیں، زیرِ زمیں ہے
دونوں طرف اس خاک کے ورقے پہ ہے تصویر

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

31st October 2008 – 6th November 2008

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 31st October 2008

00:00 Tilawat, Dars & MTA International News
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 17th January 1996.
02:40 Huzoors Tours: programme featuring Huzoor's visit to Germany.
03:15 Al Maaidah: cookery programme teaching how to prepare Pizza.
03:30 Shamail-e-Nabwi: a programme hosted by Rizwan Ahmad Khalid on the life and character of the Holy Prophet (saw).
04:05 Tarjamatul Qur'an Class: Recorded on 1st April 1998.
05:15 Moshaairah: an evening of poetry
06:05 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:15 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) with Huzoor, recorded on 27th January 2007.
08:20 Siraiki Service: discussion on the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw), hosted by Jamal-ud-Din Shams.
09:10 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on 31st March 1995.
10:15 Indonesian Service
11:15 Seerat Sahaba Rasool (saw): discussion hosted by Hafiz Muzaffar Ahmad on the companions of the Holy Prophet (saw).
11:55 Tilaawat & MTA News
12:40 Urdu Mulaqa'at: recorded on 31st March 1995.
13:00 Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, from Baitul Futuh, London.
14:20 Dars-e-Hadith
14:35 Bengali Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadiyya Jama'at.
15:40 Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:10 Friday Sermon [R]
17:25 Interview with Maulana Muhammad Ibrahim Khalil, missionary in charge of Sierra Leone.
17:55 Le Francais C'est Facile
18:30 Arabic Service: Repeat of live Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:35 MTA International News
21:10 Friday Sermon [R]
22:20 Medical Matters: programme explaining the various symptoms relating to heart attacks and strokes.
22:50 Urdu Mulaqa'at: rec. on 31st March 1995.

Saturday 1st November 2008

00:05 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:10 Learning French
01:40 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 18th January 1996.
02:45 Friday Sermon: recorded on 31st October 2008.
03:55 Interview
04:30 Medical Matters
04:55 Urdu Mulaqa'at: Recorded on 31st March 1995.
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) with Huzoor, recorded on 27th January 2008.
08:05 Seerat Sahaba Masih-e-Maood (as)
08:55 Friday Sermon: rec. on 31st October 2008.
10:00 Indonesian Service
11:00 French Service
11:35 Art Class with Wayne Clements
12:05 Tilawat & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar: variety of programmes in Bengali, including a discussion on Ahmadiyyat.
14:00 Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
15:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
16:00 Moshaairah: an evening of poetry.
17:00 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 16th February 1997. Part 2.
18:00 Art Class with Wayne Clements [R]
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:35 MTA International News
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
22:05 Seerat Sahaba Masih-e-Maood (as)
22:55 Friday Sermon [R]

Sunday 2nd November 2008

00:00 Tilawat & MTA News
00:45 Seerat Sahaba Masih-e-Maood (as)
01:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 6th February 1996.
02:35 Moshaairah: an evening of poetry
03:30 Friday Sermon: recorded on 31/10/08.
04:40 Question and Answer Session
05:30 Art Class with Wayne Clements
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) with Huzoor recorded on 22nd January 2006.
08:10 Attractions of Canada
08:25 Spotlight: interviews with members of Jamaat Ahmadiyya New Zealand.
08:55 Huzoor's Tours: programme featuring Huzoor's visit to Fiji and New Zealand.
09:05 Learning Arabic: lesson no. 18.
09:25 MTA Travel: Delhi.
10:00 Indonesian Service
11:00 Spanish Service: Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 3rd August 2007.
12:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Friday Sermon
15:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class [R]
16:15 Learning Arabic: lesson no. 18 [R]
16:35 Spotlight [R]
17:05 Huzoor's Tours: Fiji and New Zealand [R]
17:20 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 14th January 1996. Part 2.
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:30 MTA International News
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class [R]
22:10 Learning Arabic: lesson no. 18 [R]
22:30 Spotlight [R]
23:00 Huzoor's Tours: Fiji & New Zealand [R]
23:20 Seerat-un-Nabi (saw)

Monday 3rd November 2008

00:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:00 Attractions of Canada
01:25 Question and Answer Session
01:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 27th February 1996.
02:30 Friday Sermon
03:35 Learning Arabic: lesson no. 18
03:55 Question and Answer Session
05:15 Seerat-un-Nabi (saw)
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe (Nasirat) class held with Huzoor. Recorded on 5th February 2006.
08:10 Le Francais C'est Facile: lesson no. 8.
08:55 French service with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends. Recorded on 30th March 1998.
10:00 Indonesian Service: Friday sermon, recorded on 19th September 2008.
11:15 Medical Matters
12:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:05 Bangla Shomprochar
14:05 Friday Sermon
15:05 Jalsa Salana Speeches
15:40 Gulshan-e-Waqfe (Nasirat) class [R]`
16:45 French Mulaqa'at
17:45 Medical Matters
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 29th February 1996.
20:35 MTA International News
21:05 Gulshan-e-Waqfe (Nasirat) class [R]`
22:20 Friday Sermon [R]
23:20 Jalsa Salana Speeches [R]

Tuesday 4th November 2008

00:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:15 Le Francais C'est Facile: lesson no. 8.
01:50 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 29th February 1996.
02:50 Friday Sermon: rec. on 9th November 2007.
04:00 French Mulaqa'at: rec. on 30/03/1998.
05:25 Medical Matters
06:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:00 Children's class with Huzoor, recorded on 4th March 2006.
08:00 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 3rd March 1996.
09:00 Discussion
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service
11:25 MTA Travel: a visit to Cairo
12:00 Tilawat, Dars & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Jalsa Salana UK 2007: second day address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 28th July 2007 from Hadeeqa-tul Mahdi, Hampshire.
15:15 Children's class with Huzoor, recorded on 4th March 2006.
16:15 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 3rd March 1996.
17:25 Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
18:30 Arabic Service
19:30 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. Recorded on 31st October 2008.
20:30 MTA International News
21:00 Children's Class [R]
22:00 Jalsa Salana UK 2007
23:05 Discussion

Wednesday 5th November 2008

00:10 Tilawat, Dars & MTA News
01:00 Learning Arabic: lesson no. 12.
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 5th March 1996.
02:40 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 3rd March 1996.
03:40 Discussion
04:50 Jalsa Salana UK 2007: second day address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 28th July 2007 from Hadeeqa-tul Mahdi, Hampshire.
06:05 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:15 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor recorded on 20th January 2008.
08:20 Seerat Hadhrat Masih-e-Maud (as)
09:00 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 3rd January 1996. Part 2.
10:00 Indonesian Service
11:00 Swahili Muzakarah
12:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:15 Bangla Shomprochar
14:15 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), on the topic of the Attributes of Allah. Recorded on 14th February 1986.
15:20 Jalsa Salana speeches: speech delivered by Atta-ul Mujeeb Rashid on the Holy Qur'an. Recorded on 27th July 1996.
15:50 Bustan-e-Waqfe Nau class [R]
16:55 Khilafat Jubilee Quiz
17:35 Question and Answer Session
18:30 Arabic Service
19:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 6th March 1996.
20:35 MTA International News
21:05 Bustan-e-Waqfe Nau Class [R]
22:10 Jalsa Salana speeches [R]
22:40 From the Archives [R]

Thursday 6th November 2008

00:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:00 Hamaari Kaenaat
01:30 Liqaa Ma'al Arab: rec. on 06/03/1996
02:35 Art Class
03:00 Zikre Hadhrat Masih-e-Maud (as)
03:30 Friday Sermon
04:35 Khilafat Jubilee Quiz
05:25 Jalsa Salana Speeches
06:05 Tilawat, Dars & MTA News
07:05 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 28th January 2006.
08:00 English Mulaqa'at: Recorded on 24th December 1995.
09:05 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Germany.
10:00 Indonesian Service
11:15 Khilafat Jubilee Quiz
12:05 Tilaawat & MTA News
12:55 Bangla Shomprochar
14:10 Tarjamatul Qur'an Class: Recorded on 7th April 1998.
15:20 Huzoor's Tours [R]
16:10 Al Maaidah: a cookery programme
16:35 English Mulaqa'at [R]
17:40 Moshaairah: an evening of poetry
18:30 Arabic Service
20:35 MTA International News
21:05 Shamail-e-Nabwi
21:40 Tarjamatul Qur'an Class [R]
23:00 Bustan-e-Waqfe Nau [R]

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 15 Friday 24 October , 2008 Issue No. 43

صد سالہ خلافت جوبلی تقریبات کے سلسلہ میں امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ جرمنی 2008ء کی مختصر جھلکیاں

ایک مومنہ اور ایک مومن کے لئے ترقی دنیاوی آسائشوں کا نام نہیں ہے۔ ترقی ننگے لباس میں نہیں ہے ترقی بے پردگی میں نہیں ہے۔ ترقی مرد اور عورت کی بے حجابیوں میں نہیں ہے بلکہ ترقی اللہ تعالیٰ کی رضا سے وابستہ ہے اور یہی دائمی ترقی ہے۔

دنیاوی میڈیا پر آنے والی دنیاداری کی باتیں آپ کی توجہ جذب کرنے والی نہ ہوں نہ ہی ان دنیاداروں کے فیشن اور دنیا پرستی آپ کو متاثر کرنے والی بن سکے کیونکہ جس انقلاب کی آپ باتیں کرتی ہیں اس کا ان لوگوں سے دور کا بھی واسطہ نہیں جو دنیا دار ہیں۔

(جلسہ سالانہ جرمنی 2008ء کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ کا مستورات سے خطاب)

ہمارے نزدیک موجودہ زمانے کا جہاد انسان کی اپنی تربیت اور روحانی ترقی ہے۔ اصل جہاد برائی کو ختم کرنا ہے۔ انسان کی خدمت کرنا اصل جہاد ہے۔

خلافت سے محبت ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ہم اس تعلیم پر عمل پیرا ہوں جو مسیح موعودؑ نے پیش کی ہے وہ تعلیم یہ ہے کہ ہم خدا تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے حقوق ادا کریں، نفرت کی دیواریں گرا دیں اور محبت وشفقت کی خوشبو کو دنیا میں پھیلائیں۔

(جرمنی اور یورپ کے مختلف ممالک سے آنے والے غیر از جماعت اور غیر مسلم مہمانوں اور مختلف وفود سے خطاب میں جہاد سے متعلق اسلامی تعلیم کا تذکرہ)

لجنہ وناصرات میں تقسیم ایوارڈز وسندات

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

23/اگست 2008ء بروز ہفتہ:

صبح ساڑھے پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی جائے رہائش پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور سرانجام دیئے۔

لجنہ سے خطاب

آج پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خواتین کے جلسہ سے خطاب تھا۔ دوپہر بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ کے جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ جہاں خواتین نے والہانہ نعروں کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا استقبال کیا۔

لجنہ کے اس اجلاس کے پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو محترمہ عظمیٰ یعقوب صاحبہ نے کی اور اس کا اُردو ترجمہ زوباریہ احمد صاحبہ نے پیش کیا۔

بعد ازاں حضرت اقدس مسیح موعود کا منظوم کلام ع

حمد وثنا اسی کو جو ذات جاودانی

مکرمہ شوکت احمد صاحبہ نے پیش کیا۔

تقسیم ایوارڈ وسندات

نظم کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات کو ایوارڈ عطا فرمائے اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا نے طالبات کو گولڈ میڈل پہنائے۔ درج ذیل 19 طالبات نے یہ ایوارڈ اور گولڈ میڈل حاصل کئے۔

شگفتہ پروین محمود صاحبہ، نورین عظمیٰ صاحبہ، نائلہ شازی صاحبہ، Zaqra Uhlmann صاحبہ، عنبر چوہدری صاحبہ، امینہ شاہد صاحبہ، عطیۃ الخبیر خان صاحبہ، حنا ظفر صاحبہ، شمیلہ بھٹی ظفر صاحبہ، Samira Dewa Adeil صاحبہ، نصرت قریشی صاحبہ، انیقہ رفیق شیخ صاحبہ، مہ پارہ سلطان صاحبہ، قرۃ العین جنجوعہ صاحبہ، Anna Bashir صاحبہ، ماریہ ملک صاحبہ، عائشہ چوہدری صاحبہ، طیبہ یونس صاحبہ، انعم احمد صاحبہ۔

بعد ازاں صد سالہ خلافت جوبلی کے ایک پروگرام کے تحت ''خلافت'' کے موضوع پر مقالہ لکھنے کے مقابلہ میں اوّل دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرنے والی لجنہ اور ناصرات کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سندات اور انعام عطا فرمائے۔

لجنہ اماء اللہ جرمنی میں سے امۃ الجمیل غزالہ صاحبہ نے پہلی، صائمہ بھٹی صاحبہ نے دوسری اور منزہ سلیم صاحبہ نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ جبکہ ناصرات الاحمدیہ جرمنی میں سے عزیزہ سائرہ احمد نے پہلی، سلمیٰ احسان الحق نے دوسری اور Amara احمد صاحبہ نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

تقسیم انعامات کی اس تقریب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ سے خطاب فرمایا۔

حضور انور کا خطاب

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

آج کل کے ترقی یافتہ دور میں جب انسان ہر میدان میں ترقی کر رہا ہے رابطوں کی آسانی میں بھی روز بروز ترقی ہو رہی ہے۔ وہ رابطے، چاہے وہ سفروں کی سہولت کی وجہ سے ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچنے کے لئے ہوں۔ ٹیلیفون، فیکس، ای میل، انٹرنیٹ کی وجہ سے ہوں یا ٹی وی اور دوسرے میڈیا کے ذریعہ سے اور اس ترقی کی وجہ سے آپس میں آسان اور قریبی تعلقات کی وجہ سے، ان رابطوں کی وجہ سے ایشیا، افریقہ اور جزائر میں بیٹھا ہوا ایک انسان جو اتنا ترقی یافتہ یا مالی اعتبار سے اس قابل نہیں کہ تمام سہولیات سے جو انسان نے اپنے آرام کے لئے بنائی ہیں اور جو یہاں ان ملکوں میں میسر ہیں ان سے فائدہ اٹھا سکے یا ان کا مکمل طور پر اسے تصرف ہو لیکن ٹی وی، ریڈیو اور دوسرے ذرائع سے ان آسانیوں کو جانتا ہے جو یورپ اور امریکہ کے ممالک میں، ان مغربی ممالک میں اکثریت کو میسر ہیں۔ ان مغربی ممالک کے کلچر سے ٹی وی اور دوسرے میڈیا کے ذریعہ سے کسی بھی غریب ملک کے دور دراز علاقے میں سے قریبی شہر میں بھی کبھی کبھار جاتا ہو، اگر یہ ذرائع اسے اس کے گاؤں میں میسر ہوں واقف ہو جاتا ہے۔ اور یہ مغربی ممالک کی جو ترقیاں ہیں ان کے نظارے ہر کوئی دیکھ رہا ہے۔ آج کل سیٹلائٹ نے یہ کام بہت زیادہ آسان کر دیا کہ ہزاروں میل کے دُور دراز علاقوں میں بھی دوسرے ممالک میں بیٹھا ہوا انسان یہ تمام نظارے آرام سے دیکھ لیتا ہے جو آپ لوگ ان شہروں میں رہتے ہوئے دیکھتے ہیں اور فطرتاً انسان کی، ایسی چیز دیکھ کر جو اس کو بھائے یا اس کے لئے خوشی کا یا تفریح کا سامان بہم پہنچائے اس کی طرف ایک خاص شوق سے توجہ پیدا ہوتی ہے اور اس شوق میں اکثریت یہ بھول جاتی ہے کہ جو پروگرام بھی وہ ٹی وی پر دیکھتے اور سنتے ہیں، ہر پروگرام جو ہے وہ ترقی کی منازل کی طرف لے جانے والا نہیں ہوتا۔

باوجود عقل رکھنے کے اور بینا نظر کے ہر چمکتی ہوئی چیز کو بعض لوگ سونا سمجھنے لگ جاتے ہیں اور پھر نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ دُور دراز علاقوں میں، ان غریب ملکوں میں بیٹھے ہوئے لوگ بھی بے چینی اور Frustration کا شکار ہو رہے ہوتے ہیں۔ ان چیزوں کو دیکھ دیکھ کر شہروں کی طرف نقل مکانی کرتے ہیں کہ شاید ہمارے ملکوں میں، ان شہروں میں یہ چیزیں مل جائیں تب بھی بے چینیاں دور نہیں ہوتیں کیونکہ غریب ملکوں میں یہ میسر نہیں پھر غریب ملکوں کے لوگ مغرب کی طرف نقل مکانی کرتے ہیں، دولت کمانے کے لئے، پیسہ کمانے کے لئے اور دنیادار جو ہے اس کو تو یہی خواہش ہوتی ہے کہ دنیاوی چیزوں کا جس قدر وہ حصول کر سکے کرے۔ ان کو حاصل کرنے کی جس قدر کوشش ہو سکتی ہو وہ کرے اور اس کے لئے دنیا میں لوگ ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل مکانی کرتے ہیں اور جیسا کہ مَیں نے کہا آج کل کے میڈیا نے اس خواہش کو، اس چمک کو،

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں